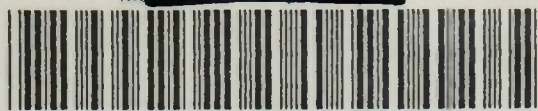


McGill University Library



3 103 078 117 9



Handwritten green mark resembling a stylized 'e' or a signature.



McGill
University
Libraries

Islamic Studies Library

341 3405

Af 2. 5427

مقام اشاعت: جماعت رضائے مصطفیٰ بریلے

اس سال میں نماز عید کا حکم اور عامانگہی کا ارتس ۳۸ حدیثوں اور روایات سے ثابت ہے
از افادات

حامی سنت ماحی بدعت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مسمیٰ بہ

سُورَةُ الْعِيدِ السَّعِيدِ فِي صَلَاةِ عَابِدٍ صَلَاةً

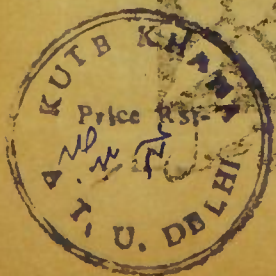
جو

جماعت رضائے مصطفیٰ بریلے نے اپنے صرف چھاپا
اور شائع کیا

اور باہتمام

مولوی محمد حسین رضا خاں صاحب

کتابیں واقع محلہ سیکرانی



کتابخانہ ترقی اردو

بار دوم ۵۰۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنی فتاویٰ کی جلد ثانی میں یہ امر تحریر فرمایا ہے کہ بعد دو گانہ عیدین یا بعد خطبہ عیدین دعا مانگنا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی طرح ثابت نہیں اب وہاں یہ نے اس پر بڑا غل شور کیا ہے دعا سے مذکور کو ناجائز کہتے اور یہ کہ اس سے منع کرتے اور تحریر مذکور سے سند لاتے ہیں کہ مولوی عبدالحی صاحب فتویٰ دے گئے ہیں ان کی مانتوں کے یہاں تک اثر ڈالا کہ لوگوں نے بعد فرائض پجکانہ بھی دعا چھوڑ دی اس بارے میں حق کیا ہے بینوا تو جروا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جانا العيد وجعله مقربا لكل بعيد وامرنا بالدعاء في اليوم السعيد
ووعدنا بالاجابة في الكلام الحميد والصلوة والسلام على من وجره عيد ولقاء عيد ومولد
عيد واهي عيد وعلى اله الكرام وصحبه العظام ما دعا الله في العيد سعيدا وتعالى
النور والسور ودعاة العيد واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان
محمد عبده ورسوله صلى الله تعالى علي وعلى اله وصحبهم من يوم ابداء الى
يوم يعيد امين امين يا عزيز يا حميد

الجواب

اللهم بديار الحق والصواب نماز عیدین کے بعد دعا حضرت عالیہ تابعین عظام و مجتہدین اعلام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت قال الفقیر عبدالمصطفیٰ احمد رضا المحمدی السنہ

الحنفى القادري البرمكالى البريلوى غفر الله له وحقق امله انبىانا المولى عبد الرحمن
 السراج المكي مفتى بلد الله الحرام ببنيته عند باب الصفا الثمان بقين من ذى الحجة^{١٢} سنة
 خمس وتسعين بعد الالف والمائتين في سائر مروياته الحد يشية والفقهيية
 وغير ذلك من حجة زمانه جمال بن عبد الله بن عمر المكي عن الشيخ الاجل عابدا السندي
 عن عمه محمد حسين الانصاري اجازني به الشيخ عبد الخالق بن علي المزجاقراته على الشيخ
 محمد بن علاء الدين المزجاقي عن احمد النحلي عن محمد البايعي عن سالم السنوري عن النجم
 الغيطي عن الحافظ زكريا الانصاري عن الحافظ بن حجر العسقلاني انابه ابو عبد الله الجرجري
 ان اقوام الدين الاتقاني انا البرهان احمد بن سعد بن محمد البخاري والحسام السنغقاني
 قالوا انبانا حافظ الدين محمد بن محمد بن نصر البخاري هو حافظ الدين الكبير انبانا الامام
 محمد بن عبد الستار الكردي انبانا عمر بن عبد الكريم الورسكي انا عبد الرحمن بن
 محمد الكرماني انا ابو بكر محمد بن الحسين بن محمد هو الامام فخر القضاة الارشاد بندي انا
 عبد الله الزونقي انا ابو زيد الديوسي انا ابو جعفر الاستروشي انا عابدا عالي
 باربع درج شينخي وبركتي وروى نعمتي ومولا لي وسيدى وذخري وسندي ليوم
 وغدى سيدنا الامام الهمام العارف الاجل العالم الاعمل السيد آل
 الرسول احمدى المادهرى رضى الله تعالى عنه وارضاه وجعل الفردوس منقلبه ومثواه
 فتمس خلت من جمادى الاولى سنة ٦٩٢هـ اربع وتسعين بداره الطهرة بمادهرية
 المنورة في سائر ما يجوز له روايته عن استاذة المشاه عبد العزيز المحدث المذكور
 عن ابيه عن الشيخ تاج الدين القانع مفتي الحنفية عن الشيخ حسن العجمي عن الشيخ
 خير الدين الروملي عن الشيخ محمد بن سراج الدين الخانوي عن احمد بن الحسين بن
 ابراهيم الكركي يعني صاحب كتاب الفيض عن امين الدين يحيى بن محمد العسقلاني
 عن الشيخ محمد بن محمد البخاري الحنفى يعني سيدى محمد پارسان صاحب فضل الخطاب

انظر في النطاقه
 هذا السندي
 الجليل وجزالة
 شأنه فان
 رجاله كلهم
 من سيدنا
 الشيخ
 هذا الامام
 الاعظم
 جميعا من اجله
 اعلموا الحنفية
 وسنة هـ
 في القضاة
 في القضاة
 في القضاة
 في القضاة

عن الشیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن علی البخاری الطاهری عن الامام صدر الشریعة
 یعنی شارح الوقایہ عن جدہ تاج الشریعة عن والدہ صدر الشریعة عن والدہ
 جمال الدین المحبوبی عن محمد بن ابی بکر البخاری عرف بامام زادہ عن شمس الائمة
 الزریجری عن شمس الائمة الحلوانی کلاهما عن الامام الاجل ابی علی النسفی امام الحلوانی
 فقال عن ابی علی وكذلك عن عن الی نهاية الاسناد واما الاستروشنی فقال انا ابی علی
 الحسین بن خضر النسفی انا ابو بکر محمد بن الفضل البخاری هو الامام الشهیر
 بالفضله انا ابو محمد عبد الله بن محمد بن یعقوب الحارثی یعنی الاستاذ السند مولی
 انا عبد الله محمد بن ابی حفص الکبیر انا ابی انا محمد بن الحسن الشیبانی اخبرنا
 ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم قال كانت الصلاة فی العیدین قبل الخطبة
 فوقف الامام علی راحلته بعد الصلاة فیدعو لیسلمه بغیر اذان ولا اقامة
 یعنی سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مجھے امام عظیم الامم ابو حنیفہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام اجل حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خبر دی کہ
 امام المجتہدین امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا نماز عیدین خطبہ سے پہلے
 ہوتی تھی پھر امام اپنے راحلہ پر وقوف کر کے نماز کے بعد دعا مانگتا اور نماز کے اذان
 و اقامت ہوتی یہ امام ابراہیم نخعی قدس سرہ خود تابعین سے ہیں تو یہ طریقہ
 کہ انہوں نے روایت فرمایا لا اقل اکابر تابعین کا معمول تھا تو نماز عیدین کے بعد دعا
 مانگنا ائمہ تابعین کی سنت ہوا اور پڑ ظاہر کہ راحلہ پر وقوف و عدم وقوف سنت
 دعا کی نفی نہیں کر سکتا کمالیٹھے پھر ہمارے امام مجتہد سیدنا امام محمد علی اللہ درجہ جاتہ فی
 دار الابد نے کتاب الآثار شریف میں اس حدیث کو روایت فرما کر مقرر رکھا اور اسکی
 عادت کریمہ ہے جو اثر اپنے خلاف مذہب ہوتا ہے اس پر تقریر نہیں فرماتے تو
 حنفیہ اہل عقیدہ مصموم و وہابیہ اہل تشلیت قروں دونوں کے حق میں جواب

مسئلہ اسقدر بس ہے مگر فقیر غفر لہ المولی القدر ایضاً مرام و اتمام کلام کے لیے اس مسئلہ میں مقال کو دو عید پر منقسم کرتا ہے عید اول میں قرآن و حدیث سے اس دعا کی اجازت اور ادعا مانعین کی غلطی و شناعیت عید دوم فتوائے مولوی کھنوی سے اسناد پر کلام اور اوہام مانعین کا ازالہ تمام والعیون من اللہ ولی الانعام العید الاول علی فضل اللہ المعول ظاہر ہے کہ شرع مطر سے اس دعا کی کہیں ممانعت نہیں اور جس امر سے شرع نے منع نہ فرمایا ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتا جو ادعا کے منع کرے اثبات مانع اس کے ذمہ ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ کبھی عہد و پیمانہ ہو سکے گا بقاعدہ مناظرہ ہمیں اسقدر کہنا کافی اور اسانید سائل کا مزد لیجے تو جو کچھ قرآن و حدیث سے قلب فقیر پر فائض ہوا بلوش ہوش استماع کیجے۔ **فاقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق **اولا** قال المولی سبحنہ وتعالی فاذا فرغْتَ فالصَبِّ ۝ والی رَبِّکَ فَرِحْتَ ۝ جب تو فراغت پائے تو مشقت کر اور اپنے رب کی طرف راغب ہو آں آیت کریمہ کی تفسیر میں اصح الاقوال قول حضرت امام مجاہد تلمیذ رشید سلطان المفسرین جبرائیل عالم القرآن حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے کہ فارغ سے مراد نماز سے فارغ ہونا اور نصب دعائیں جدوجہد کرنا ہیسی باری عزوجل حکم فرماتا ہے جب تو نماز پڑھ چکے تو اچھی طرح دعائیں مشغول ہو اور اپنے رب کے حضور الحاح و زاری کر۔ تفسیر شریف جلالین میں ہے فاذا فرغت من الصلوة فانصب القرب فی الدعاء والی ربک فارغب تضرع جب تو نماز سے فارغ ہو تو دعائیں تعجب و مشقت کر اور اپنے رب کے سامنے تضرع و زاری بجالا خطبہ جلالین میں ہے ہذا تکملة تفسیر الامام جلال الدین المحلی علی منطہ من الاعتماد علی ارجح الاقوال وترك التطویل بذکر اقوال غیر مرضیہ اھ ملخصاً علامہ زرقانی شرح مواہب لدینیہ میں فرماتے ہیں ہوا صحیحہ فقد اقتصر علیہ الجلال وقد التزم الاز فیصا من عہد

ارجح الاقوال اور پر ظاہر کہ آیہ کریمہ مطلق ہو اور باطلاق نماز فرض و واجب و نفل
 سب کو شامل تو بلاشبہ نماز عیدین بھی اس پاک مبارک حکم میں داخل ہو ہیں احادیث
 سے بھی ادبار صلوات کا مطلقاً محل دعا ہونا مستفاد و لہذا علما بشہادت حدیث نماز
 مطلق کے بعد دعائے مانگنے کو آداب سے گنتے ہیں امام شمس الدین محمد ابن ابجرمی حصن
 حصین اور مولانا علی قاری اُس کی شرح حرز شین میں فرماتے ہیں والصلوة ای
 ذات الركوع والسجود والمراد ان يقع الدعاء المطلوب بعدها یعنی آداب سے ہے
 کہ مطلب کی دعا بعد نماز ذات رکوع و سجد واقع ہو پھر فرمایا عہ جب مس ای رواہ
 الاربعة وابن حبان و الحاکم کلہم من حدیث الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 یعنی یہ ادب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُس حدیث سے ثابت ہے
 جسے ابوداؤد و نسائی و ترمذی و ابن ماجہ و ابن حبان و حاکم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ سے روایت کیا اقول یوہیں یہ حدیث ابن السننی و بیہقی کے یہاں مروی اور صحیح
 ابن خزیمہ میں بھی مذکور امام ترمذی نے اس کی تحسین کی۔ ظاہر ہے کہ نماز ذات رکوع
 و سجد و نماز جنازہ کے سوا ہر نماز فرض و واجب و نافلہ کو شامل جن میں نماز
 عیدین بھی داخل۔

ثم اقول وبالله التوفيق اصل یہ ہے کہ اعمال صالحہ و بھر رضاے مولیٰ جل و علا
 ہوتے ہیں اور رضاے مولیٰ تبارک و تعالیٰ موجب اجابت دعا و اُس کا محل
 عمل صالح سے فارغ پاکر کما قال تعالیٰ فَاِذَا حُجِمْتَ فَالْقُصْبُ و اِذَا حُدِثْتَ
 فَغُورٌ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لہر ترا لی العمال یعملون فاذا
 فرغوا من اعمالہم و فوا اجور ہر کیا تو نے نہ دیکھا کہ مزدور کام کرتے ہیں جب پھر
 عمل سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت پوری مزدوری پاتے ہیں سوا الیہیۃ
 عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فی حدیث طویل و دوسری حدیث میں ہے

حدیث

حدیث

العامل انما یوفی اجرة اذا قضی عمله عامل کو اسی وقت اجر کامل دیا جاتا ہے جب
 عمل تمام کر لیتا ہے رواہ احمد والبخاری والبیہقی والبیہقی فی الثواب عن ابی
 ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث تو سائل کے لیے بیشک بہت بڑا موقع دعا
 کہ مولیٰ کی خدمت و طاعت کے بعد اپنی حاجات عرض کرے ولہذا وارد ہوا کہ ہر
 ختم قرآن پر ایک دعا مقبول ہے یہتی و خطیب و ابو نعیم و ابن عساکر انس رضی اللہ
 عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مع کل ختمۃ
 دعویٰ مستجابۃ ہر ختم کے ساتھ ایک دعا مستجاب ہے۔ طبرانی معجم کبیر میں عرباض بن
 ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
 من ختم القرآن فله دعویٰ مستجابۃ جو قرآن ختم کرے اُسکے لیے ایک دعا مقبول ہے
 اسی لیے روزہ دار کے حق میں ارشاد ہوا کہ افطار کے وقت اُس کی ایک دعا روزہ نہیں
 ہوتی امام حسن ندوی ترمذی باقائدہ تخمین جامع اور ابنائے ماجہ و حبان و خزیمہ اپنی
 صحاح اور بزم مستند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور
 سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثة لا تردد عنہم الصائمون لفظ
 الحدیث تین شخصوں کی دعا روزہ نہیں ہوتی ایک ان میں روزہ دار جب افطار کرے
 ابن ماجہ و عالم حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان للصائم عند فطرہ
 لدعویٰ ما ترد بیشک روزہ دار کے لیے وقت افطار بالیقین ایک دعا ہے کہ رد
 نہ ہوگی انام حکیم ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 راوی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لکل عبد صائم
 دعویٰ مستجابۃ عند افطارہ اعطیہا فی الدنیا وادخرت لہا فی الآخرة
 ہر روزہ دار بندے کے لیے افطار کے وقت ایک دعا مقبول ہے خواہ دنیا میں

من ختم قرآن پر ایک دعا مقبول ہے

حدیث ۳۴

حدیث ۳۴

حدیث ۳۵

حدیث ۳۶

حدیث ۳۷

دید می جائے یا آخرت میں اُس کے لیے ذخیرہ رکھی جائے و فی الباب احادیث
 اخراور بالیقین یہ فضیلت روزہ فرض و واجب و نفل سب کو عام کہ نصوص میں
 قید و خصوص نہیں و لہذا امام عبدالمعظم منذری نے حدیث پیشین کو اسریب الصوم
 مطلقاً میں ایما د فرمایا اور علامہ مناوی نے تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث
 باب مروی عقیلی و سبقی عن ابی ہریرۃ عن ابی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد لفظ
 دعوتہ الصلاۃ کے دو نفلاً تحریر کیا تو بلاشبہ نماز بھی کہ افضل اعمال و اعظم ارکان
 اسلام اور روزے سے زائد موجب رضائے ذی الجلال و الاکرام ہے یوہیں اپنے
 عموم و اطلاق پر رہے گی اور بعد فراغ محلیت دعا صرف فرائض سے خاص نہوگی
 اور کیونکہ خاص ہو حالانکہ خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا حکم دیا اور فرمایا جو ایسا نہ کرے
 اُس کی نماز ناقص ہے ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما اور احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ حضرت مطلب بن ابی و داؤد عنی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الصلاۃ
 منینۃ منینۃ تشهد فصل رکعتین و تمشع و تضرع و تمسکن و تقنع یدیک یقول
 ترفعہما الی ربک مستقبلاً ببطونہما و جھک و تقول یارب یارب من لہ یفعل
 ذلک فیہی کذا و کذا یعنی نماز نفل دو رکعت ہے ہر دو رکعت پر التحیات
 اور حضور و زاری و تذلیل پھر بعد سلام دو نون ہاتھ اپنے رب کی طرف اٹھا اور
 ہتھیلیاں چہرے کے مقابل رکھ کر عرض کرے میرے رب اے رب میرے جو ایسا
 نہ کرے تو وہ نماز جنیں و چنان یعنی ناقص ہے، مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت
 میں مصرحاً آیا من لہ یفعل ذلک فیہو خداج جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز میں
 نقصان ہے، علامہ طاہر کلمہ صحیح بحار الالوان میں فرماتے ہیں فیہ ثم تقنع یدیک

بہر حال کے بعد اٹھا کر دعا مانگنے کا حکم ہے

۲۰

وہو عطف علی صحذون ای اذ افرغت منها فسلم ثم ارفع یدیک سائرا فوضع الخیر
 موضع الاصر تیسیر میں ہے ای اذ افرغت منها فسلم ثم ارفع یدیک فوضع الخیر
 موضع الطلب الخیر آجرم جبکہ حصین میں اس حدیث الی امامہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کی طرف بر مژ ترمذی و نسائی نے اشارہ کیا کہ قلنا یا رسول اللہ ای الذی
 اسمع قال جوف اللیل الاخر وود بر الصلوات المكتوبات ہم نے عرض کی
 یا رسول اللہ کونسی دعا زیادہ سنی جاتی ہے فرمایا رات کے نصف اخیر میں اور
 فرض نمازوں کے بعد مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے اس کی شرح
 میں لکھا و بر الصلوات المكتوبات ای عقب الصلوات المفروضات
 و التقیید بها لکونها افضل الحالات فہی ادھی لاجابة الدعوات
 و بر الصلوات المكتوبات کے یہ معنی کہ فرض نمازوں کے بعد اور ان کی
 تخصیص اس لیے فرمائی کہ وہ سب حالتوں سے افضل ہیں تو ان میں امید اجابت
 زیادہ ہے دیکھو صاف تصریح ہے کہ نماز کے بعد محلیت دعا کچھ فرضوں ہی سے
 خاص نہیں بلکہ ان میں بوجہ افضلیت زیادہ خصوصیت ہو اور سائیں نے خود ہی
 پوچھا تھا کہ سب میں زیادہ کونسی دعا مقبول ہے لہذا ان کی تقیید فرمائی گئی۔ بالکل
 جب تخصیص فرض باطل ہو چکی تو اخراج واجبات پر کوئی دلیل نہیں بلکہ ان پر لائل
 مطلقہ کے سوا حدیث نافلہ بر سبیل اولویت ناطق کہ جب ادبار نوافل تک محل دعا
 و منظر اجابت ہیں تو واجبات کہ ان سے اعلیٰ و اعظم اور ارضائے آہی میں او فرو تم
 ہیں کیونکہ اس فضل سے خارج ہوں گے ہل هذا الا ترجیح المرجوح ثم اقول
 بلکہ واقع نفس الامر کو لحاظ کیجئے تو فریضہ و نوافل کے لیے ثبوت خاص بعینہ واجبات
 کیلئے ثبوت خاص ہے کہ واجب حقیقتہ کوئی تیسری چیز نہیں بلکہ انھیں دو طرفوں سے
 ایک میں ہے جسے شہد فی الثبوت نے مجتہد کے نزدیک ایک امر مستویہ سمط کر دیا

حاشیہ

و واجب حقیقتہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ان کی
 جہاں کی جہاں نہیں

صاحب شرع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کے حضور روایت و روایت ظنون مشہات کو با
 نہیں اگر اس کے نزدیک شے مطلوب فی الشرع حقیقہً مامور بہ ہر قطعاً فرض ورنہ یقیناً ^{فہو}
 الاثالث لہما تلحق میں زیر قول تنقیح افعالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منہما مباح ^{مستحب}
 و واجب و فرض تحریر فرمایا یعنی ان فعلہ علیہ الصلاۃ و السلام بالنسبۃ الینا
 تتصف بذلك بان يجعل الوتر واجبا علیہ الامستحبا و فرضا و الا فالثابت عندہ
 بدلیل یكون قطعیا الاحمالہ حتی ان قیاسہ و اجتمہادہ ایضا قطعی الخ امام محقق علی ^{الاطلاق}
 الامتہ ^{الشرع} میں فرماتے ہیں اللزوم یا لاحتبا باعتبارین باعتبار صدق و دہ الشارح و باعتبار
 ثبوته فی حقا فملاحظتہ بالاعتبار الثانی انکان طریق ثبوته عن الشارع قطعیا ^{متعلقہ} کان
 الفرض وان کان ظنیا کان الوجوب و لذلک لا یثبت هذا القسم اعنی الواجب فی حق
 من سمع من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشافہة مع قطعیة دلالة المسموع
 فلیس فی حقہ الا الفرض و غیر الازم من السنۃ فما بعد ہا و ظہر ہذا ان ملاحظتہ
 بالاعتبار الاول لیس فیہ وجوب بل الفرضیة او عدم اللزوم اصیلا ^{اہ} ملخصا بس
 محمد اسد بہ شہادت قرآن و حدیث و اقوال علما ثابت ہوا کہ نماز پنجگانہ و عیدین و تہجد وغیرہا
 ہر گونہ نماز کے بعد دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ مندوب و مرغوب ہے یہی المطلوب ثانیاً ^{اقول}
 و باللہ التوفیق دعا بنص قرآن و حدیث و اجماع ائمہ قدیم و حدیث اعظم مندوبات شرع سے
 ہے اور اس کے مظان اجابت کی تحریری مسنین و محبوب قال جل ذکرہ ہذا لک دعاء
 زکریا ذرہ حدیث میں ہے حضور پر نور سید ^{العلین} صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لکم
 فی ایام دہر کہ نفحات فزع ضواہا العبل ان یصیبکم نفعہ منہا فلا تشقون بعد ہا
 ابد ایساک تمہارے رب کے لیے تمہارے زمانے کے دنوں میں کچھ وقت عطا و بخشش و تجلی
 و کرم و جود کے ہیں تو انہیں پائیلی تدبیر کرو شاید ان میں سے کوئی وقت تمہیں ملجائے تو پھر بھی
 بدبختی تمہارے پاس نہ آئے رواہ الطبرانی فی الکبیر عن محمد بن مسلمة رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور خود حدیث نے ان اوقات سے ایک وقت اجتماع مسلمین کا نشان دیا کہ ایک
گروہ مسلمانان جمع ہو کر دعائے گنگے کچھ عرض کریں کچھ آئین کہیں کتاب المستدرک علی البخاری
و مسلم میں ہے عن حبیب بن مسلمة الفرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان لحجاب الدعوة
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لا یجتمع ملوء فیدعو
بعضہم ویؤمن بعضہم الا اجابہ اللہ یعنی حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہ استجاب الدعوات تھے فرماتے ہیں بیٹے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو فرماتے سنا کوئی گروہ جمع نہ ہو گا کہ ان کے بعض دعا کریں بعض آئین کہیں مگر یہ کہ اللہ
عزوجل انکی دعا مقبول فرمائے گا (اور اہل علم نے جمع مسلمان کو اوقات اجابت و شاکس
حسن حصین میں ہے) و اجتماع المسلمین یعنی جمع مسلمین کا اوقات اجابت سے ہونا قد
صحاح ستہ سے مستفاد ہے) علی قاری شرح میں فرماتے ہیں لکن کل ما یکون
الاجتماع فیہ اکثر کالجوعه والعیدین و عرفہ یتوقع فیہ رجاء الاجابة الظہر
یعنی جس قدر جمع کثیر ہو گا جیسے جمعہ و عیدین و عرفات میں اسی قدر امید اجابت ظاہر
تر ہوگی (فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کہتا ہے پھر دعائے نماز پر اقتصار ہرگز شرعاً مطلوب نہیں
بلکہ اس کے خلاف کی طلب ثابت خود حدیث سے گزر حضور پر نور سید یوم النشور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعائے گنگے کا حکم دیا اور جو ایسا نہ کرے
اس کی نماز کو ناقص بتایا حالانکہ نماز میں دعائیں ہو چکیں اور وہ وقت چار بار آیا جو
اتحادہ قرب الہی کا ہے یعنی سجدہ جس میں بالتخصیص حکم دعا تھا حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اقرب ما ینکون العبد من ربه وهو ساجد فاکثر والدعاء
سب سے زیادہ قرب بندے کو اپنے رب کے حالت سجدہ میں ہوتا ہے تو اس میں دعا
کی کثرت کرو و رواہ مسلم و ابوداؤد والنسائی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ بلکہ اگر لفظ سوال نہ بھی ہوں تو تسبیح کہ سجدہ میں ہوتی ہے خود دعا ہے کہ وہ ذکر ہے اور

۱۱
مجموع مسلمانان جمع اجابت

دسجدہ میں دعا زیادہ مقبول ہے

۱۱
مجموع مسلمانان جمع اجابت

ہر ذکر و دعا میں اعلیٰ قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ ذکر و دعا امام کا الدین
 نسفی کافی شرح وانی کی فصل فی تکبیر التشریح میں فرماتے ہیں قال تعالیٰ ادعوا لکم کلمۃً
 وَخَیْبَةً وَکَلْ ذَکْرَ دَعَاءِ اس معنی پر فقیر نے اپنے رسالہ ایذان الجہری اذان القبر میں
 دلائل و اہتم ذکر کیے اور اس سے زیادہ کلام مستوفی فقیر کے رسالہ التسمیہ الصبیانی
 ان الاذان یجوز الوبایں و امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب الدعوات میں
 باب الدعاء اذا هبط و اذ یاء و اذ یاء و اذ یاء میں فرمایا فیہ حدیث جابر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد الساری میں ہے فیہ ای فی ابواب حدیث جابر
 الاضبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ السابق فی باب التسمیہ اذا هبط و اذ یاء من کتاب
 الجہاد بلفظ کنا اذا صعدنا کبرنا و اذا نزلنا سبحنا هذا اخر الحدیث اھ محمد
 السنن و کچھ امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری نے صرف تسمیہ کو دعا ٹھہرایا اور التسمیہ اذا
 هبط و اذ یاء و الدعاء اذا هبط و اذ یاء کا ایک مصدر اقبتا یا تو باا کہ ایسے قرب
 تم کے وقت عین نماز میں دعائیں ہو چکیں پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے ان پر قناعت پسند نہ فرمائی اور تعبد سلام پھر دعا کی تاکید شدید کی۔
 علاوہ بریں نماز میں آدمی ہر قسم کی دعائیں مانگ سکتا۔ لکن البسط الاممۃ فی کتب الفقہیہ
 اور حاجت ہر قسم کی اپنے رب جل و علا سے مانگا چاہے اور طلب میں مظنۃ اجابت کی
 تحریمی کا حکم اور یہ وقت حکم احادیث اعلیٰ مظان اجابت سے تو بلاشبہ مجمع عیدین
 میں بعد نماز و دعا خاص اذن حدیث و ارشاد و شرع سے ثابت ہوئی اور حکم فتعترضوا لها
 کی تعمیل ٹھہری و ہوا المقصود بشر اقول اگر مجمع عیدین کے لیے شرع میں کوئی خصوصیت
 نہ آئی تو اس عموم میں دخول ثابت تھا نہ کہ احادیث نے اس کی خصوصیت عظیم ارشاد
 فرمائی اور اس میں دعا پر نہایت تحریریں و ترغیب آئی ہیں لکن کہ حضور پر نور سید المرسلین
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس زمانہ خیر و صلاح میں کہ فتنہ و فساد سے یکسر پاک و منزہ

منشی علی شہتواری علیہ وسلم عیدین کی دعا کا نامیت
 اہتمام فرماتے

خدا حکم دیتے کہ عیدین میں گوریاں نوجوانیں اور پردہ نشین خاتونیں بائیں اور مسلمانوں
کی دعائیں شریک ہوں حتیٰ کہ عائشہ عورتوں کو حکم ہوا مصلے سے الگ بیٹھیں اور اس دن
کی دعائیں شریک ہو جائیں امام احمد و صحابہ صحاح ستہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ
عنها سے راوی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تخرجوا العواتق
وذوات الخدود والحیض المصلیٰ وشہدان الخیر ودعوة المسالین نوجوان لڑکیاں
اور پردہ والیاں اور عائشہ عورتیں سب عید گاہ کو جائیں اور حیض والیاں عید گاہ سے
الگ بیٹھیں اور اس بھلائی اور مسلمانوں کی دعائیں حاضر ہوں صحیح بخاری کی دوسری کتاب
ان نفلوں سے ہے قالت کذا لوزمان تخرج یوم العید حتی تخرجوا الشکر من خدوها
حتی تخرج الحیض فیکون منکم یوم بتکبیر ہسروید عون بد عالمہ
یروجون بركة ذلك اليوم وطهرته یعنی ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم عورتوں
کو حکم دیا جاتا تھا کہ عید کے دن باہر جائیں یہاں تک کہ گوری اپنے پردے سے نکلے یہاں تک
کہ حیض والیاں باہر آئیں صفوں کے پیچھے بیٹھیں مسلمانوں کی تکبیر پر تکبیر کہیں اور انکی
دعا کے ساتھ دعا مانگیں اس دن کی برکت و پاکیزگی کی امید کریں امام بیہقی اور ابوالخیر
ابن حبان کتاب الثواب میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی
انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول اذا کانت غداة الفطر یعنی اللہ
عز وجل المملکة فی کل بلد (و ذکر الحدیث الی ان قال) فاذا برزوا الی مصلیٰ ہسرو
فیقول اللہ عز وجل للمملکة (وساق الحدیث الی ان قال) ویقول یا عبادی سلو
فوعزتی و جلالی لا تسألونی الیوم شیئی فی جمعکم الاخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم
الا نظرت لکم فوعزتی الاسترن علیکم عثرا تکم ما راقبتمونی و عزتی و جلالی
الاخرتکم ولا افضحکم بین اصحاب الخدود والنصر فوامغفور الذکر قد ارضیتہم
ورضیت عنکم (مختصر من حدیث طویل) یعنی حضور پر نور سید یوم النشور علیہ

حدیث ۱۳۳

حدیث ۱۳۳

و بعد از نماز کی تکبیر اور بعد از نماز دوم دعا کا حکم
اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایات نقل ہیں کہ حضرت حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید کے دن عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ باہر جائیں یہاں تک کہ گوری اپنے پردے سے نکلے یہاں تک کہ حیض والیاں باہر آئیں صفوں کے پیچھے بیٹھیں مسلمانوں کی تکبیر پر تکبیر کہیں اور انکی دعا کے ساتھ دعا مانگیں اس دن کی برکت و پاکیزگی کی امید کریں امام بیہقی اور ابوالخیر ابن حبان کتاب الثواب میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول اذا کانت غداة الفطر یعنی اللہ عز وجل المملکة فی کل بلد (و ذکر الحدیث الی ان قال) فاذا برزوا الی مصلیٰ ہسرو فیقول اللہ عز وجل للمملکة (وساق الحدیث الی ان قال) ویقول یا عبادی سلو فوعزتی و جلالی لا تسألونی الیوم شیئی فی جمعکم الاخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الا نظرت لکم فوعزتی الاسترن علیکم عثرا تکم ما راقبتمونی و عزتی و جلالی الاخرتکم ولا افضحکم بین اصحاب الخدود والنصر فوامغفور الذکر قد ارضیتہم ورضیت عنکم (مختصر من حدیث طویل) یعنی حضور پر نور سید یوم النشور علیہ

افضل الصلاة والسلام نے فرمایا جب عید کی صبح ہوتی ہے مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہے اس کے بعد حدیث میں ان فرشتوں کا شہر کے ہر گھر کے پرکھڑے ہونا اور مسلمانوں کو عید گاہ کی طرف بلانا بیان فرمایا پھر ارشاد ہوا (جب مسلمان عید گاہ کی طرف میدان میں آتے ہیں مولیٰ سبحنہ و تعالیٰ فرشتوں سے یوں فرماتا ہے اور ملکہ اس سے یوں عرض کرتے ہیں پھر فرمایا رب تبارک و تعالیٰ مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو مانگو کہ مجھے قسم اپنی عزت و جلال کی آج اس مجمع میں جو چیز اپنی آخرت کے لیے مانگو گے میں تمہیں عطا فرماؤں گا اور جو کچھ دنیا کا سوال کرو گے اس میں تمہارے لیے نظر کروں گا (یعنی دنیا کی چیزیں خیر و شر دونوں کو محتمل ہیں اور آدمی اکثر اپنی نادانی سے خیر کو شر اور شر کو خیر سمجھ لیتا ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے لہذا دنیا کے لیے جو کچھ مانگو گے اس میں کمال رحمت نظر فرمائی جائیگی اگر وہ چیز تمہارے حق میں بہتر ہوگی عطا ہوگی ورنہ اس کی برابر بلا دے کر سب سے یادگار و زقیات کے لیے ذخیرہ رکھیں گے اور یہ بندے کے لیے ہر صورت سے بہتر ہے مجھے اپنی عزت کی قسم ہے جب تک تم میرا تہہ رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کی ستاری فرماؤں گا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں تمہیں اہل کبائر میں نصیحت و رسوائی کروں گا پلٹ جاؤ مغفرت پائے ہوئے بیشک تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے خوشنود ہوا) فقیر غفرلہ الغنی القدر کتباہ

اس کا ام مبارک کا اول یا عبادی سلوئی ہے یعنی اے میرے بندو مجھ سے دعا کرو اور آخر النصر فوا مغفور الکم یعنی گھروں کو پلٹ جاؤ کہ تمہاری مغفرت ہوتی) تو ظاہر ہوا کہ یہ ارشاد بعد ختم نماز ہو گیا ہے کہ ختم نماز سے پہلے گھروں کو واپس جانے کا حکم ہرگز نہ ہو گا تو اس حدیث سے استفادہ کہ خود رب العزہ جل و علا بعد نماز عید مسلمانوں سے دعا کا تقاضا فرماتا ہے پھر

وائے بد بختی اس کی جو ایسے وقت مسلمانوں کو اپنے رب کے حضور دعا سے روکے نسال العفو والعافیہ امین (اللہ) اقول وبالله التوفیق۔ ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان و حاکم باسانید صحیحہ جمیدہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو داؤد و دارمی ابو یوسف

ابی شیبہ استاذ بخاری و سلم حضرت ابو بزرہ سلمی رضی اللہ عنہ اور نسائی و طبرانی بسند
 صحیح و ابن ابی الدنیا اور حاکم بافادہ صحیح حضرت جمیز بن عم رضی اللہ عنہ اور نسائی و حاکم تصحیح
 تصحیح و ابوالقاسم طبرانی باسانید جیدہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
 نسائی و ابن ابی الدنیا و حاکم و بیہقی حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
 سے روایت کرتے ہیں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
 اذا جلس احدکم فی مجلس فلا یرحن منہ حتی یقول ثلاث مرات سبحانک اللہم
 ربنا و محمدک لا الہ الا انت اغفر لی و تب علی فان کان ابی خیرا کان کالطالع
 علیہ و ان کان مجلس لغو کان کفارة لما کان فی ذلک المجلس جب تم میں کوئی کسی
 جلسے میں بیٹھے تو زہار وہاں سے نہ ہٹے جب تک تین بار یہ دعا نہ کرے (پاکی ہی تھی
 اے رب ہمارے اور تیری تعریف بجالاتا ہوں تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں میرے
 گناہ بخش اور مجھے توبہ دے) کہ اگر اس جلسے میں اُس نے کوئی نیک بات کہی ہے
 تو یہ دعا اُس پر مہر ہو جائے گی اور اگر وہ جلسہ لغو کا تھا تو جو کچھ اُس میں گزرا یہ دعا اُس کا
 کفارہ ہو جائے گی) یہ لفظ بروایت امام ابو بکر ابن ابی الدنیا حدیث جمیز رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کے ہیں اور ابو بزرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یوں ہے کان رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس مجلسا یقول فی آخرہ اذا ارا ان یقوم
 من المجلس سبحانک اللہم محمدک لا الہ الا انت استغفرک و اتی
 الیک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی جلسہ فرماتے تو اُس کے ختم میں
 اُٹھتے وقت یہ دعا کرتے (تیری پاکی بولتا اور تیری حمد میں مشغول ہوتا ہوں اور اللہ
 میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں میں تیری مغفرت مانگتا اور
 تیری طرف توبہ کرتا ہوں) اسی طرح رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں
 لفظ ادا ان ینھض ہے یعنی جب اٹھا چاہتے یہ دعا فرماتے) اور انھوں نے بعد الفاظ

مذکورہ دعائیں اتنے لفظ اور زائد کیے عملت سو غر و ظلمت نفسی فاغفر الله لا یغفر الذنوب الا انتا میں نے بڑا کیا اور اپنی ہی جان کو آزار پہنچایا اب میری مغفرت فرمائے بیشک تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں (حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعائیں مثل حدیث ابو ہریرہ ہی اسی میں بھی ارشاد ہوا قال قبل ان یقوم میں مجلسہ کھڑے ہوئیے پہلے یہ دعا کرنے (غرض اس حدیث صحیح مشہور علی اصول الحدیث میں جسے امام ترمذی نے حسن صحیح اور حاکم نے بر شرط مسلم صحیح اور منذری نے جمید الاسانید کہا حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام ارشاد و ہدایت قوی فعلی فرماتے ہیں کہ آدمی کو نبی جلسہ کرے اس سے اٹھتے وقت یہ دعا ضرور کرنی چاہیے کہ اگر جلسہ خیر کا تھا تو وہ نیکی قیامت تک سر بہر محفوظ رہے گی اور لغو کا تھا تو وہ لغو باذن اللہ محو ہو جائیگا تو لفظ و معنی دونوں کی رو سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان کو ہر نماز کے بعد بھی اس دعا کی طرف ارشاد فرمایا گیا ہے جہت لفظ سے تو یوں کہ مجلس نکرہ سیاق شرط میں واقع ہو تو عام ہو تخصیص الجامع البکیر میں ہی النکرۃ فی الشرط تعسوفی الجزء تخصص کھی فی النفی والاثبات جامع صغیر میں ہوا نہ نکرۃ فی موضع الشرط و موضع الشرط نفی والنکرۃ فی النفی تعسوفی اسمائے شرط خود سب صورتوں کو عام ہوتے ہیں امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں اذا عام فی علی ما هو حال اسماء الشرط تو قطعاً تمام صلوات فریضہ و واجبہ و نافلہ کے جلسے اس حکم میں داخل اور ادعائے تخصیص بے تخصیص محض مردود و باطل اور جہت معنی سب یوں کہ جلسہ خیر سے اٹھتے وقت یہ دعا کرنا اس خیر کے حفظ و نگاہداشت کے لیے ہے تو جو خیر جس قدر کہ بزرگ و عظیم اس قدر اسکا حفظ ضروری و اہم اور بلاشبہ خیر نماز سب خیروں سے افضل و اعلیٰ تو ہر نماز کے بعد اس دعا کا مانگنا مؤید ہے کہ ہر نماز عیدین نماز نہیں یا اس کے حفظ کی جانب نیاز نہیں یا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ ہمارا یہ ارشاد و ماورائے عیدین یا ما سوائے نماز میں ہی یا اس کے

حدیث صحیح ۱۶

مذکورہ موقع شرط میں عام ہوتا ہے اور خود اسمائے شرط میں

بعدیہ دعائے کرنا سچن اللہ میں جلسہ صلوات کا اس حکم میں دخول عموم لفظ و شہادت معنی
 سے ثابت کرتا ہوں خود حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیوں نہ ذکر
 کروں جس میں صاف تصریح کہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 بنفس نفیس جلسہ نماز کو اس حکم میں داخل فرمایا تخریج حدیث تو اوپر سن چکے کہ نسائی
 وابن ابی الدنیا و عالم و بیہقی نے روایت کی اب لفظ سننے سنن نسائی کی نوع
 من الذکوہ الحدیث التسلیم میں ہے عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ان
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان اذا جلس مجلسا او صلی تکلم بکلمات
 فسألتہ عائشہ عن الکلمات فقال ان تکلم بخیر کان طالبا علیہن او یوم القیامۃ
 وان تکلم بشر کان کفارة لہ سبحانک اللہم و محمدک استغفرک و اوب الیک
 یعنی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے کچھ کلمات فرماتے ام المؤمنین
 نے وہ کلمات پوچھے فرمایا وہ ایسے ہیں کہ اگر اس جلسہ میں کوئی نیک بات کسی ہے
 تو یہ قیامت تک اس پر سر ہو جائیں گے اور بری کسی ہے تو کفارہ (الہی میں تیری
 تسبیح و حمد بجالاتا اور تجھ سے استغفار و توبہ کرتا ہوں) پس بحد اللہ احادیث صحیحہ سے
 ثابت ہو گیا کہ نماز عیدین کے بعد دعائے انگنئے کی خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے تاکید فرمائی لفظ لا یدرحن بنوں تاکید ارشاد ہوا بلکہ انصاف کیجیے تو حدیث
 ام المؤمنین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زوجہ الکریمہ و علیہا وسلم خود حضور اقدس صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کا بعد نماز عیدین دعائے انگنئے بتا ہی ہے کہ صلے زیر اذا دخل تو ہر
 صورت نماز کو عام و شامل اور منجملہ صورت نماز عیدین تو حکم مذکور انہیں بھی تناول پس یہ
 حدیث جلیل بحد اللہ خاص جزئیہ کی تصریح کامل (رب العا) اقول و باسأل التوفیق ان
 سب سے قطع نظر کیجیے تو دعا مطلقاً اعظم مندوبات دینیہ و اصل مطلوبات

حدیث صحیحہ

و دعا شریعہ کو ثابت ہوگی اور ہر وقت و ہر حال میں ایسے محبوب ہو

علما ان اس حدیث کی کفیل ہیں میں بخوف اطاعت احادیث فضائل سے عطف
 عنان کر کے صرف ان بعض حدیثوں پر اقتصار کرتا ہوں جن میں دعا کی خاص تاکید یا
 اس کے ترک پر تنبیہ یا اس کی تکثیر کا حکم آکھ ہے حدیث ابو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم
 عباد اللہ بالدعاء خدا کے بندو دعا کو لازم پکڑو رواہ الترمذی مستغریباً
 والحاکم وصحیحہ حدیث شام زید بن خارجه رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں عملوا علی واجتهدوا فی الدعاء
 مجھ پر درود بھیجو اور دعائیں کوشش کرو رواہ امام احمد والنسائی والطبرانی
 فی الکبیر وابن سعد وسمویہ والبعثی والباوردی وابن قانع حدیث شام
 انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے سیر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں لا تعجزوا فی الدعاء فانہ لن یهداک مع الدعاء احد دعائیں تقصیر نہ کر کہ دعا
 کرتا رہے گا ہرگز ہلاک نہ ہوگا رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصحیحہ حدیث شام
 جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں تدعون اللہ لیکم وھذا کم فان الدعاء سداح المؤمنین رات دن
 خدا سے دعا مانگو کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے رواہ ابو یعلی حدیث شام عبد اللہ بن
 عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
 ہیں اکثر الدعاء بالعرفیۃ عافیت کی دعا اکثر مانگ مرواہ البخاری وبنی ہاشم
 حدیث شام انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبروم دعا کی
 کثرت کہ دعا قصاص مبرم کو رد کرتی ہے (خرجہ ابو الشیبہ فی التواب اس
 حدیث کی شرح فقیر کے رسالہ ذیل الدعاء میں دیکھیے حدیث شام و ابن عساکر

حدیث ۲۳

حدیث ۲۴

حدیث ۲۵

حدیث ۲۶

حدیث ۲۷

حدیث ۲۸

حدیث ۲۹

صامت و ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں میں ہے ایک بار حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی فضیلت ارشاد فرمائی صحابہ نے عرض کی اذ انکثر ایسا
ہے تو ہم دعا کی کثرت کیسے فرمایا اللہ اکثر اللہ عزوجل کا کرم بہت کثیر ہے وذل الذی
الآخری اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے رواہ الترمذی و الحاکم عن عبادة و صحاح واحد
والبزار و ابو یعلیٰ باسانید جمیدة و الحاکم و قال صحیح الإسناد عن ابی سعید
رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث ۹۰۰ اسلمان فارسی و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کی حدیثوں میں ہے حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سبہ
ان یتجیب اللہ لہ عند الشدائد فلیکثر من الدعاء عند الرخاء جسے خوش
آئے کہ اللہ تعالیٰ سختیوں میں اُس کی دعا قبول فرمائے وہ نرمی میں دعا کی کثرت
رکھے رواہ الترمذی عن ابی ہریرة و الحاکم عنہ و عن سلیمان و قال صحیح و اقروا
حدیث ۱۱۰ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے حضور پر نور صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یسأل اللہ یغضب علیہ جو اللہ تعالیٰ
سے دعا نہ کریگا اللہ تعالیٰ اُس پر غضب فرمائے گا رواہ احمد و ابن ابی شیبہ و
و البخاری فی الادب المفرد و الترمذی و ابن ماجہ و البزار و ابن حبان و الحاکم و صحاح
ایہا المسلمون تم نے اپنے مولیٰ اجل و علا اور اپنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے ارشادات سُننے اُن میں کہیں بھی تخصیص و تقید کی بوجہ یہ تو بار بار فرمایا کہ دعا کرو
کہیں بھی فرمایا کہ فلاں نماز کے بعد نہ کرو یہ تو صاف ارشاد ہوا ہے کہ جس وقت دعا
کرو گے میں سنوں گا کہیں یہ بھی فرمایا کہ فلاں وقت کرو گے تو نہ سنوں گا۔ یہ تو تاکید بار
بار حکم آیا ہے کہ دعا سے عاجز نہ ہو دعائیں کوشش کرو۔ دعا کو لازم پکڑو۔ دعا کی کثرت
رکھو۔ رات دن دعا مانگو کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں نماز کے بعد نہ مانگو۔ یہ تو ڈر
سُنایا گیا ہے کہ جو دعا نہ مانگے گا اُس پر غضب ہوگا کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں

حدیث ۹۰۰

حدیث ۱۱۰

نماز کے بعد جو مانگے گا اُس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا اور جب کہیں نہیں تو خدا اور رسول
جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس چیز کو عام و مطلق رکھا دوسرا اُسے
مخصوص و مقید کرنے والا کون خدا اور رسول عز مجدہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے جس چیز سے منع نہ فرمایا دوسرا اُسے منع کرنے والا کون۔ قال تعالیٰ وَلَا تَقُولُوا
لِمَا تَصِفُ السُّنَنُ الْكِبْرُ الْكِبْرُ هَذَا حَلَالٌ وَهَذَا حَرَامٌ وَلَتَنْتَفِرُوا عَلَى اللَّهِ الْكِبْرُ
إِنَّ الَّذِينَ يَفْتُرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكِبْرُ لَا يَفْلِحُونَ **صل یہ ہے کہ اگر انھوں نے**
إِلَّا لِلَّهِ حُكْمٌ مَرْفُوعٌ خَدَاہِی كے لیے ہے جس چیز کو اُس نے کسی ہیئت خاصہ یا محل معین
سے مخصوص اور اُس پر مقصور و محصور فرمایا اُس سے تجاوز جائز نہیں جو تجاوز کرے گا
دین میں بدعت نکالنے کا اور جس چیز کو اُس نے ارسال و اطلاق پر رکھا ہرگز کسی
ہیئت و محل پر مقصور نہ ہوگی اور ہمیشہ اپنے اطلاق ہی پر رہے گی جو اُس سے بعض
صور کو جدا کرے گا دین میں بدعت پیدا کریگا ذکر و دعا اسی قبیل سے ہیں کہ زہار سے
مطر نے انھیں کسی قید و خصوصیت پر محصور نہ فرمایا بلکہ عموماً و مطلقاً ان کی تکثیر کا حکم
دیا۔ دعا کے بارے میں آیات و احادیث سن ہی چلے اور دلائل مطلقہ تکثیر ذکر جنھیں
اس سلسلہ شمار میں (خاصاً) کہیں کہ ہر دعا بالبداہتہ ذکر آئی ہے اور اُس پر علمائے
تفصیل بھی فرمائی مولانا قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کل دعا ذکر
تو اجازت عائمہ ذکر کے دلائل بعینہا اجازت عامہ دعا کے دلائل ہیں کہ تعمیم افراد اعم
یا مساوی لاجرم تعمیم افراد اخص و مساوی ہے کما لا یخفی ان دلائل جلال کا و فور کامل
حد احصا کا طرف مقابل۔ فقیر غفرلہ المولی القدر نے اپنے رسالہ نسیم الصبانی ان الاذان
بجول الوباء میں اس مدعا پر کثرت آیات و احادیث لکھیں ازاں جملہ حدیث حسن ابو سعید
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر واذا کو
اللہ حتی یقولوا مجنون ذکر آئی کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ مجنوں بتائیں

تکثیر ذکر آئی بالآئینہ و ہر وقت محبوب کو
تکثیر ذکر آئی ہے ذکر اس طرف تکثیر ہر طرف
تکثیر ذکر آئی ہے ذکر اس طرف تکثیر ہر طرف
تکثیر ذکر آئی ہے ذکر اس طرف تکثیر ہر طرف

اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ امام نسفی
 کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں اید یہ ذکر اللہ تعالیٰ فی الاوقات کلہا آیت سے
 یہ مراد کہ ذکر اسی جمیع اوقات میں کرو آیت ۴ قال تبارک مجدداً واذکرُوا اللہَ
 کثیراً اور بکثرت خدا کا ذکر کرو۔ معالم ہیں ہے فی جمیع المواطن علی السراع والضرع
 تمام مواقع میں غوشی و تکلیف میں آیت ۵ قال تقدس اوصافہ والذاکرین
 اللہ کثیراً والذاکرات اعد اللہ لہم مغفرةً واجرًا عظیمًا خدا کو بکثرت یاد
 کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور
 بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ماثبت
 بالنتیجہ میں لکھتے ہیں لا یخفی ان الذکر والتسبیح والتھلیل والیدعاء لایس بہ
 لانہا مشروعة فی کل الامکنۃ والا زمان پوشیدہ نہیں کہ ذکر و تسبیح و تھلیل و دعاء
 میں کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ چیزیں تو ہر جگہ اور ہر وقت مشروع ہیں۔ اللہ اللہ کیا تم
 جبری ہیں وہ لوگ کہ قرآن و حدیث کی ایسی عام مطلق اجازتوں کے بعد خود ہی نحو ہی
 بندگان خدا کو اس کی پاؤ و دعا سے روکتے ہیں حالانکہ اس نے ہرگز اس دعا سے
 مانعت نہ فرمائی قل اللہ اذن لکم بهذا ام علی اللہ تفترون والاحول والاقوۃ
 الا باللہ العلی العظیم پس بجا اللہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ دعا سے مذکور
 فی السؤال قطعاً جائز و مندوب اور اس سے مانعت محض بے اصل و باطل و معیوب و الحس
 للہ ہادی القلوب والصلوۃ والسلام علی شفیع الدنوب والہ وصحبہ عدی العینو
 ما تناوب للشمس الطلوع والغروب امین العید الثانی ویجود الجیب
 حصول الامانی پہلے وہ فتویٰ پیش نظر رکھیجئے کہ مستندین کا حاصل سعی و بسط
 وہم ظاہر ہو جاوے اس فتویٰ میں جو از و عدم جو از کی اصلاح بحث نہیں نہ سائل نے
 اس سے پوچھا نہ مجیب نے نا جائز لکھا بلکہ سوال یوں ہی ماقولہم رحمہم اللہ

تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ جناب رسول مقبول علیہ الصلاۃ والسلام اور اصحاب و تابعین
 و تبع تابعین و ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بعد نماز عیدین کے دعا
 مانگتے تھے یا بعد پڑھنے خطبہ عیدین کے کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر اور ہاتھ اٹھا کے یا بدون
 ہاتھ اٹھا کے بدینہ و افتوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ بحسن المآب اور جواب
 یہ ہوا المصوب روایات حدیث سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نماز عید سے فراغت کر کے خطبہ پڑھتے تھے اور بعد اس کے معاودت
 فرماتے دعا مانگنا بعد نماز یا خطبہ کے آپ سے ثابت نہیں اسی طرح صحابہ کرام و تابعین
 عظام سے ثبوت اس کا نظر سے نہیں گزرا۔ واللہ اعلم
 حررہ الراجی عفور بہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاؤزا اللہ عن ذنبہ اعلیٰ والحقنی

محمد عبدالحی
 ابوالحسنات

اقول وباللہ التوفیق وبہ العروج علی اوج التحقیق قطع نظر اس سے کہ یہ
 فتوے محل احتجاج میں کہاں تک پیش ہو سکتا ہے حضرات انہیں کو ہرگز مفید نہ
 ہمیں مضر جو ازہ عدم کا تو اس میں ذکر ہی نہیں سائل و مجیب دونوں کا کلام ورود
 و عدم ورود میں ہے مجیب نے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
 ثابت نہ ہونے پر جزم بھی نہ کیا صرف اپنی نظر سے نہ گزرا لہذا اور ہر ماقل جانتا ہے کہ
 نہیں اور نہ دیکھا میں زمین آسمان کا فرق ہے یہ اُن کے لیے جو اکابر اہل فن حدیث
 ہیں بارہا فرماتے ہیں ہم نے نہ دیکھی اور دوسرے محدثین اس کا پتا دیتے ہیں فقیر نے
 اس کی متعدد مثالیں اپنے رسالہ صفا عج اللجین فی کون التصالح بکفی الیدین
 میں ذکر کیں پھر یہ نہ دیکھنا بھی مجیب خاص اپنا بیان کر رہے ہیں کہ ائمہ شان نے

اس طرح کی تصریح فرمائی کہ ایسا ہوتا تو نظر سے نہ گزرا کہ عرض اُس امام کا ارشاد نقل کرتے خصوصاً جبکہ سائل در خواست کر دیکھا تھا کہ بینوا بسندا الکتاب تو آن محل کے ہندی علما کا نہ دیکھنا نہ ہونے کی دلیل کیونکر ہو سکتا ہی آخر نہ دیکھا کہ فقیر غفرلہ المولی القدر نے حدیث صحیح سے اُس کا نص صریح ائمہ تابعین قدس سرہ ہم سے واضح کر دیا و الحمد للہ رب العالمین پھر خصوصاً جزئیہ سے قطع نظر کیجئے جس کا التزام عقلاً و نقلاً کہ یہ شرط ضرور نہیں جبسا تو فقیر نے خود حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جس طرح اس کا ثبوت روشن کیا منصف غیر متعصب اُس کی قدر جانے گا و الحمد للہ و المنتہ پھر سوال میں تبع تابعین و ائمہ اربعہ سے بھی استفسار تھا بچیتے ان کی نسبت اُس قدر بھی نہ لکھا کہ نظر سے نہ گزرا اب خواہ ان سے ثبوت نہ دیکھا یا پوری بات کا جواب نہ ہو اور حال محل نظر و استناد مستند صرف اس قدر کہ عجیب و غریب تصور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفی ثبوت کرتے ہیں اور تقریب یہ کہ حدیثوں میں صرف بعد نماز خطبہ اور بعد خطبہ معاودت کا ذکر ہے و لیس۔ اس کلام کے لیے دو محمل ہیں ایک یہ کہ حدیثوں میں یہی وارد ہے کہ نماز کے متصل خطبہ اور خطبہ کے متصل معاودت فرماتے تو دعا کا وقت کونسا رہا اس تقدیر پر ثبوت عدم کا ادعا ہو گا دوسرے یہ کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ و معاودت کا ذکر ہے دعا مذکورہ نہیں یہ عدم ثبوت کا دعویٰ ہو گا اور کلام عجیب سے یہی ظاہر ہے کہ ثابت نہیں کہتے ہیں نہ کہ نہ کرنا ہی ثابت اور اور لفظ اس قدر معلوم ہوتا ہے بھی اسی طرف ناظر کہ اگر اس سے اثبات عدم مقصود ہوتا تو طرز ادایہ تھی کہ حدیثوں سے صاف ثابت کہ نماز و خطبہ و معاودت میں متصل تھا پس دعا نہ مانگنا ثابت ہوا یا اینہم شاید حضرات مانعین اپنے نفع کے گمان سے کلام عجیب کو خواہ مخواہ محمل اول پر حمل کریں لہذا فقیر غفرلہ المولی القدر دونوں محمل پر کلام کرتا ہوں و باللہ التوفیق محمل اول پر یہ کلام خود ہی بوجہ کثیرہ باطل (اول)

یہ تو اصل کسی حدیث میں نہیں کہ حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلام پھیرتے ہی بلفور حقیقی معاً خطبہ فرماتے تھے اور خطبہ ختم فرماتے ہی بے فصل آئی فوراً واپس تشریف لاتے غایت یہ کہ کسی حدیث میں فائے تعقیب آنے سے استدلال کیا جائے مگر وہ ہرگز اتصال حقیقی پر دل نہیں کہ دو حرف دعا سے فصل کی مانع ہوا فتح شرح مسلم میں فرمایا الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب من غیر مہلہ و تراخ بعد فی العرف مہلہ و صحیح تراخیا یا ہذا یہ تدقیقات ضیقہ فلسفیہ نہیں محاورات صافیہ عرفیہ ہیں اگر زید وعدہ کرے نماز پڑھ کر فوراً آتا ہوں تو نماز کے بعد معمولی دو حرفی دعا ہرگز عرفاً و شرعاً مبطل فوراً و موجب خلاف وعدہ نہ ہوگی مسئلہ سجود تلاموت و تلاوتیہ میں سنا ہی ہوگا کہ دو آیتیں بالاتفاق اور تین علی الاختلاف قاطع فوراً نہیں (ثانیا) دعا مانع ہے اور توابع فاصل نہیں ہوتے واجبات میں ضم سورت سنا ہوگا مگر آپین فاصل نہیں کہ تابع فاتح ہے حضور پُر نور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تسبیح حضرت بتول زہرا صلوات اللہ و سلامہ علی ابیہا الکریم و علیہما کی نسبت فرمایا معقباً لا یخیب قائلہن کچھ کلمات نماز کے بعد بلا فاصلہ کہنے کے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں رہتا رواہ احمد و مسلم و الترمذی و النسائی عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ با اینہم عطا فرماتے ہیں اگر سنن بعدیہ کے بعد پڑھے تعقیب میں فرق نہ آئے گا کہ سنن توابع فراغ سے ہیں در مختار میں ہی کبرۃ تاخیر السنۃ الا بقدر اللہم انت السلام الخ و در مختار میں کہ ما رواہ مسلم و الترمذی عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یقعد الا بمقدار ما یقول اللہم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذوا الجلال و الاکرام و ما ملما ورد من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلوات فلا دلالة فیہ علی الاتیان بما قبل السنۃ بل یجوز علی الاتیان بها بعدھا لان السنۃ من لیس فی فیضہ و توابعها و مکملاتها فلن تکتب اجنبیۃ عنہا فما یفعل بعد یطاق

و نہ فوا اتصال حقیقی نہیں
 و توابع فاصل و نہ مانع تعقیب نہیں
 حدیث ۳۹

علیہ اندہ عقیب الفریضة (ثالثاً) تا کہ مفادنا اتصال حقیقی ہوتا ہے تاہم خوب متنبہ
 رہنا چاہیے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یو برس عید کی نمازیں
 پڑھی ہیں تو اعاذیث متعددہ و قانع متعددہ پر محمول ہونا ممکن ہے اگر ایک حدیث
 صلاۃ و خطبہ اور دوسری خطبہ و انصراف میں وقوع اتصال پر دلالت کرے اصلاً
 بکار آمد نہیں کہ ایک بار بعد خطبہ دوبارہ بعد نماز دعا کا عدم ثابت نہ ہو گا تو مقصود
 سے منزلوں دور رہے کمالاً یحقی (رابعاً) مسلم کہ ایک ہی حدیث میں دونوں اتصال
 مصرح ہوں تاہم بلفظ دوام تو اصلاً کوئی حدیث نہ آئی ذہن ادعہ فعلیہ البیان
 اور ایک آدھ جگہ صلے فخطب فعاذ ہو بھی تو واقعہ حال ہے اور وقوع حال کے لیے
 عموم نہیں لکن انصوا علیہ اور ہم قائل وجوب و لزوم نہیں کہ ترک مرتبہ ہمارے
 منافی ہو اور اگر لفظ کان یصل فی خطب فیعود بھی فرض کریں تو ہنوز اس کا تکرار
 پر دلیل ہونا محل نزاع نہ کہ دوام خود موجب اپنے رسالہ غایتہ المقال میں کلام حافظ
 ابو زرہ عرقانی ان فی الصیحین وغیرہما عن سعید بن یزید قال سألت انس
 بن مالک کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصل فی فعلیہ
 فقال نعم وظاہرہ ان هذا کان شانہ وعادۃ المسئمۃ دائماً الخ نقل کر کے
 لکھتے ہیں ما ذکرہ من دلالة حدیث انس علی کون العادة النبویة مسئمۃ
 بالصلاة فی النعال منظور فیہ لعدم وجود ما یدل علیہ فیہ ولعلہ استخرجہ
 من لفظ کان وهو استخراج ضعیف لما نص علیہ الامام النبوی فی کتاب
 صلاۃ الدلیل من شرح صحیح مسلم من ان لفظ کان لا یدل علی الاستمرار
 والدوام فی عرفہم اصلاً اس مسئلہ کی تمام تحقیق فقیر کے رسالہ التاج المتکمل
 فی انارة مدلول کان یفعل میں ہے (خاصاً) یہ سب تو بالائی کلام تھا
 احادیث پر نظر کیجیے تو وہ اور ہی کچھ اظہار فرماتی ہیں صحاح ستہ وغیرہ

خصوصاً صحیحین میں روایات کثیرہ بلفظ نحر و اردو نحر فاصلاً و مہلت پر آہتا ہے تو ادعا کہ احادیث میں اتصال ہی آیا محض غلط بلکہ حرف اتصال اگر وہ ایک حدیث میں ہو تو کلمہ انفصال آٹھ دس میں اب روایات مینے۔

حدیث ۱۰

حدیث ۱۱

حدیث ۱۲

حدیث ۱۳

حدیث ۱۴

حدیث ۱۵

حدیث ۱۶

حدیث ۱۰ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے والفظ لمسلم قال شهدت صلاة الفطر مع بنی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم فكلهم يصليها قبل الخطبة نحر يخطب حدیث ۱۱ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یصلی فی الاضحی و الفطر نحر یخطب بعد الصلاة حدیث ۱۲ اسی کے باب استقبال الامام الناس فی خطبة العید میں حضرت برار بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے خرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم اضحی فصل العید رکعتین نحر اقبل علينا بوجهه وقال الحدیث حدیث ۱۳ اسی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلی یوم النحر نحر یخطب الحدیث حدیث ۱۴ اسی میں حضرت جناب بن عبداللہ بن جلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے صلی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم النحر نحر یخطب نحر ذبح حدیث ۱۵ جامع ترمذی میں باقارہ تسخیر و صحیحہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر یصلون فی العیدین قبل الخطبة نحر یخطبون حدیث ۱۶ سنن نسائی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یخرج یوم العید فیصلی رکعتین نحر یخطب یہ سات حدیثیں ظاہر کرتی ہیں کہ حضور پر نور سید عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صدیق و فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز عیدین کا سلام پھیر کر کچھ دیر کے بعد خطبہ شروع فرماتے حدیث صحیحین میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے واللفظ للبخاری کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحیٰ اولیٰ ما ینزل بہ الصلوات ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس جلوس علی صنفوفهم فیعظهم ویقول صیہم فان کان یرید ان یقطع بعثا قطعہ او یأمر بشئ امر بہ لثم ینصرف یہ حدیث خطبہ و معاودت میں فصل بتاتی ہے حدیث ۵ بخاری و مسلم و دارمی و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ حضرت جبر الامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم فطر او اضحیٰ فصلی لثم ینصرف لثم اتی النساء فوعظهن و ذکرهن و امرهن بالصدقة یہ حدیث دونوں جگہ فصل اظہار کرتی ہے۔ سچن اللہ پھر کیونکر ادعا کر سکتے ہیں کہ نماز و خطبہ و خطبہ و معاودت میں ایسا اتصال رہا جو عدم دعا پر دلیل ہو اگر کیسے لثم بھی مجازاً بحالت عدم مہلت بھی آتا ہے قال الشاعر

کھڑا لڑدینی تحت العجاج جری فی الانابیب لثم اضطرب
 اقول تم متدل ہو اور متدل کو احتمال کافی نہیں خصوصاً خلاف اصل کمالاً
 ینحرف علی ذی عقل معذات بارہا مجرد ترتیب بے معنی اتصال و تعقیب کے
 لیے آتی ہے امام جلال الدین سیوطی اتقان میں زیر بیان لثم فرماتے ہیں قد
 تجعی لمجرد الترتیب نحو قرأ غرالی اہلہ فجاء لعل سمین ۰ فقربہ الیہم۔
 فأقبلت امرأۃ فی صرۃ فصکت و اجمہا۔ فالزجرات زجرأہ فالتالیات
 بلکہ مسلم الثبوت میں ہے الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب لوفی الذکر
 تو ایک فاء کا مجرد ترتیب یا ترتیب فی الذکر مجاز پر حمل اور لے ہی یا اس لثم کا

حدیث صحیح

حدیث صحیح

وفاقی لثم بھی مجرد ترتیب ہے لکن تعقیب کے لیے آتی ہے

مجاز پر (سادسا) یہ عدم فصل بطور سلب عموم لیتے ہو تو ہمیں کیا مضر اور تمہیں کیا مفید کہ ہمیں ایجاب کلی کی ضرورت نہیں جو سلب جزئی ہمارے خلاف ہو اور بطور عموم سلب تو دونوں جگہ اُس کا بطلان ثابت و واضح صحیح حدیثیں تفسیر کر رہی ہیں کہ بالیقین دونوں جگہ فصل وقع ہوا نماز و خطبہ میں وہ حدیث (۱۰) کہ ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی واللفظ لابن ماجہ قال حضرت العید مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصل بنا العید ثم قال قد قضينا الصلاة فمن احب ان يجلس للخطبة فيجلس ومن احب ان يذهب فليذهب في عید میں حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا حضور نے نماز عید پڑھائی پھر فرمایا ہم نماز تو پڑھ چکے اب جو خطبہ سننے کے لیے بیٹھنا چاہتے بیٹھے اور جو جانا چاہے چلا جائے اگر کثرت کا خیال نہ بھی کیجیے تو یہ کلام نماز و خطبہ کے درمیان فاصل تھا تو ہمیشہ اتصال حقیقی ہونا باطل ہوا اور خطبہ و معاودت میں تو فصل کثیر اسی حدیث نہم سے ثابت جو عنقریب گزری جس کی ایک روایت بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی کے یہاں یوں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم خطب ثم خطب ثم اتى النساء و معه بلال فوقفن و ذكوهن و امرهن بالصدقة فرائتهن يهوين يا ايديهن يقذفنه في ثوب بلال ثم انطلق هو و بلال الى بيته يعني حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

الحقول یہ حدیث صحیح بخاری روایت ابو داؤد عن محمد بن الصباح البزار صدوق و النسائی عن محمد بن عیسیٰ بن ایوب ثقہ و ابن ماجہ عن عبد الوہاب صدوق و عمر بن رافع الجمالی ثقہ ثمت کلہم قالوا ثنا الفضل بن موسی ثقہ ثمت ثنائین جریج عن عطاء و ہامما ہما عن عبد اللہ بن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہما و الابیہ صحبتہ فتصویب دس و ابن معین ارسالہ غیر ضار عن ثابعد ثقہ الرجال فالحدیث صحیح علی اصولنا ۱۲ منہ

نے نماز عید پر بھی پھر بعد خطبہ فرمایا پھر بعد ازاں صفوں زنناں پر تشریف لاکر انھیں وعظ
 وارشاد کیا اور صدقہ کا حکم دیا تو میں نے دیکھا کہ نبی بیاں اپنے ہاتھوں سے گنا اُتار کر
 بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شانہ نبوت کو تشریف فرما ہوئے۔ دیکھو خطبہ کے کتنے دیر
 بعد معاودت ہوئی یہ وعظ وارشاد کہ نبی بیوں کو فرمایا گیا جزر خطبہ نہیں بلکہ اس سے جدا کر
 صحیحین میں روایت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما صاف فرماتے ہیں کہ شمر
 خطب الناس بعد فلما فرغ بنی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزل فانی النساء
 فذکرھن الحدیث یعنی پھر بعد نماز حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا
 جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے اتر کر نبی بیوں کے پاس
 تشریف لائے اور انھیں تذکر فرمائی۔ علامہ زر قانی شرح مواہب میں ناقص
 هذه الروایة مصرحة بان ذلك كان بعد الخطبة امام نووی منہاج میں فرماتے
 ہیں انما نزل الیہن بعد فراغ خطبة العید پس بجا اللہ تعالیٰ ماہ نیم ماہ مہر نیم روز
 کی طرح روشن ہوا کہ اس تقریر سے عدم دعا کا ثبوت چاہنا محض ہوس خام اور اس
 محل پر یہ کلام خود باطل و بے نظام و الحمد للہ ولی الانعام۔ اب محمل (وہم)
 کی طرف چلیے جس کا یہ حاصل کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ کا ذکر ہے ان کے
 بعد نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دعا مانگنا مذکور نہ ہوا اقول یہ حضرات انھیں
 کے لیے نام کو بھی مفید نہیں سائل نے اس فعل خاص بخصوصیت خاصہ کا
 سپد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صدور پوچھا تھا کہ کس طور پر ہوا اس کا جواب
 یہی تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس فعل خاص کی نقل جزئی
 نظر سے نہ گزری مگر اسے عدم جواز کا فتویٰ جان لینا محض جہالت بے مزہ (اول)
 عید اول میں گزرا کہ حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہی عموم ہے

در حدیث ضعیف سے استنباط ثابت ہو جاتا ہے

در جو حکم مطلق کے ثبوت اس کے تمام ضعیف ثبوت کیلئے ثابت ہے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس دعا کا ثبوت فعلی بتا رہی ہے (ثانیاً) ثبوت فعلی نہ ہو قولی کیا کم ہے بلکہ من وجہ قول فعل سے اعلیٰ و اتم ہے۔ اب عید اول کی تقریریں پھر یاد کیجئے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو بعد نماز عید خود رب مجید جل و علا کا اپنے بندوں سے تقاضائے دعا فرماتا بتا رہی ہے اس کے بعد اور کسی ثبوت کی حاجت کیا ہے اگر کہیے وہ حدیث ضعیف ہے اقول فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالا جماع مقبول اور اثبات استنباط میں کافی و وافی ہے کما نص علیہ العلماء الفحول خود مجیب کے آخر جلد دوم فتاویٰ میں

ہے۔ حدیث ضعیف برائے اثبات استنباط کافی ست چنانچہ ابن ہمام در شرح القدر

در کتاب الجنائز می نویسد والا استنباط یثبت بالضعیف غیر الموضوع انکھ (مثلاً) جب شرع مطر سے حکم مطلق معلوم کہ جواز و استنباط ہے تو ہر فرد کے لیے جدا گانہ ثبوت قولی یا فعلی کی اصلاً حاجت نہیں کہ باجماع و اطلاق عقل و نقل حکم مطلق اپنی تمام خصوصیات میں جاری و ساری اطلاق حکم کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس ماہیت کلیہ یا فردی نشر کا جہاں وجود ہو حکم کا ورود ہو اور فردیت بے خصوصیت مجال اور وجہ و عینی و تعین تسادق تو جس قدر خصوصیات و تعینات معقول ہوں سب بالیقین اسی حکم مطلق میں داخل ہوتے کسی خاص کا استثنا شرع مطر سے ثابت اس قاعدہ جلیلیہ کی تحقیق مبین حضرت ختام المحققین امام المحدثین حجتہ اللہ فی الارضین سیدنا ابوالقاسم سرہ الماجد نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لفتح مبانی الفساد میں افادہ فرمائی من شاء فلیتشر ف بمطالعتہ یہاں اسی قدر کافی کہ خود حضرات ہابریہ کے امام ثانی و معلم اول میاں اسمعیل دہلوی رسالہ بدعت میں لکھتے ہیں در باب مناظرہ در تحقیق حکم صورت خاصہ کہ دعویٰ جریاں حکم مطلق در صورت خاصہ موجود عنہما میساید ہا نسبت شمسک باہل کہ در اثبات دعویٰ خود حاجت بدلیلیہ ندارد

و دلیل او یہاں حکم مطلق است اور بس (سایب) ہم صدر جواب میں حضرات ائمہ تابعین سے
اس دعا کا ثبوت روایت کر آئے پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت
نہ ہونے کو مانعین کس موطن سے منع ٹھہرا سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک تشریح احکام تابعین
تک باقی رہتی اور ان کے بعد منقطع ہوتی ہے پھر قرن اول سے عدم ثبوت آیا مضر
و منافی ہے (خامسا) ہر عاقل جانتا ہے کہ ادعاے عدم ثبوت میں قابل جرم و تصدیق
صرف عدم وجدان قائل ہے اور عدم وجدان عدم وجود کو مستلزم نہیں خصوصاً زمانہ
زماں میں۔ اور امر واضح ہے اور سب واضح۔ اور گزرا اشارہ اور آئینکا دوبارہ ہم نے اس کا
کچھ بیان اپنے رسالہ صفحہ الحجین وغیرہ میں لکھا یہاں اتنا ہی بس ہے کہ خود مجیب اپنی
کتاب السعی المشکور فی رد المذہب الماثر میں لکھتے ہیں نفی رویت سے نفی وجود لازم نہیں
نظائر اس کے بکثرت ہیں کم نہیں منجملہ ان کے حدیث عائشہ، جو صحیح بخاری وغیرہ میں
مروی ہے ہمارا آیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیسیم بسبیۃ الضحی
والی لا یسجھا انتھے حالانکہ اس سے نفی وجود لازم نہیں ہے باعادیث متکاثرہ و انتھ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صلاۃ الضحیٰ اور ان ثابت ہے اسی وجہ سے جلال الدین سیوطی
رسالہ صلاۃ الضحیٰ میں لکھتے ہیں الخ۔ جب ام ابیمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نزدیک
عدم ثبوت عدم ثبوت واقعی کو مستلزم نہوا تو زید و عمرو و بن و تہ کس شمار قطار میں ہیں
(سا و سا) عدم ثبوت مان بھی لیں تو اس کا صرف یہ حاصل کہ منقول نہوا پھر عقلا کہ نزدیک
عدم نقل نقل عدم نہیں یعنی اگر کوئی فعل بخصوصہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول
نہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا بھی نہوا نام محقق
علی الاطلاق فتح القدر میں فرماتے ہیں عدم النقل (یعنی الوجود خود مجیب اپنی
سعی مشکور میں تنزیح الشریعۃ امام ابن عراق سے نقل کرتے ہیں عدم الثبوت لا یلزم
عدم اثبات العدم۔ (سایب) خاموم حدیث جانتا ہے کہ بار بار رواہ حدیث امیر مشہور معروف

کسی کے بیان سے نہیں لازم نہیں آتا

دعا کے منقول نہوا نام کے عدم ثبوت کو مستلزم نہیں

کو چھوڑ جاتے ہیں اور ان کا وہ ترک دلیل عدم نہیں ہوتا ممکن کہ یہاں بھی برہنہ اشتہار حاجت ذکر نجائی ہو اس اشتہار کا پتا اس حدیث صحیحہ سے چلیگا جو ہم نے صدر کلام میں روایت کی کہ جب تابعین عظام میں بعد نماز عیدین دعا کا رواج تھا تو ظاہر انہوں نے یہ طریقہ انیقہ صحابہ کرام اور صحابہ کرام نے حضور سید الانام علیہ وعلیہم الصلاۃ والسلام سے اخذ کیا حضرات تابعین اگر دیانت پر آئیں تو سچ سچ بتادیں گے کہ عیدین کے قعدہ اخیرہ میں خود بھی دعا اور دوپڑے اور اُسے جائز و مستحب جانتے ہیں اس کی خاص نقل حضور پر نور عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دکھادیں یا اپنے بدعتی ہونیکا اقرار کریں۔ اور اگر فراموش برقیاس یا اطلاقات سے تسک کرتے ہیں تو یہاں کیوں یہ طرق نامقبول ٹھہرتے ہیں۔ واللہ الموفق (ثامنا) نقل عدم بھی سہی پر وہ نقل منع نہیں اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ مَا اسْكُرُ الرَّسُولُ فَنُذِرُوا وَمَا نْفَخْكُمْ عَنْهُ فَاَتَكْفُرُوا اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ ما فعل الرسول فنذوه وما لم يفعل فانتهوا رسول جو کرے کرو اور جو نہ کرے اس سے بچو کہ شرعاً یہ دونوں قاعدے منقوض ہیں بل انہوں نے عم نسب پر علم و جد طریقت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ دن چیزے دیگرست و منع فرمودن چیزے دیگر (تاسعاً) اگر محمد عدم نقل یا عدم نقل مستلزم مانعت ہو تو کیا جواب ہوگا شاہ ولی اللہ اور ان کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب اور امام الطائفہ میاں اسمعیل اور انکے پیر سید احمد اور شیخ السلسلہ جناب شیخ مجدد صاحب اور عمائد سلسلہ مرزا منظر صاحب وقاضی شہار اللہ صاحب وغیر ہم سے جنہوں نے اذکار و اشغال و ادراہ وغیر ہا کے صدہا طریقے احداث و ایجاد کیے اور ان کے محدث و مخترع ہونے کے خود اقرار کیے پھر انہیں کون سبب قرب الہی و رضائے ربانی جانکیے اور خود عمل میں لگاتے اوروں کو انکی ہدایت و تلقین کرتے رہے شاہ ولی اللہ قول الجھیل میں

وہاں میں کیے انصافی و نہ کہیں نہ کہہ کرنا لازم و ہاں میں کہیں نہیں

لکھتے ہیں لہٰذا ثبت تعین الاداب ولا تلک الاشغال مرزا جان جاناں صاحب
 مکتوب میں فرماتے ہیں ذکر جہر با کیفیات مخصوصہ و نیز مراقبات بہ اطوار معمولہ کہ در قرآن
 متاخرہ رواج یافتہ از کتاب و سنت ماغذ نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق المام و اعلام
 از مبدیہ ریاض اخذ نمودہ اند و شرع ازاں ساکت است و داخل دائرہ اباحت و فائدہ
 در ان مستحق و انکار آل ضرورے فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ لے اس کی قدرے تفصیل
 اپنے رسالہ انہار الانور من یم صلاۃ الاسرار میں ذکر کی و باللہ التوفیق (عاشرا) ان
 سب صاحبوں سے درگزر لے خود وہ عالم جن کا فتوے اس مسئلہ میں تمہارا مبلغ
 استناد و منتہا ہے استمداد ہے یعنی مولوی لکھنوی مرحوم انھیں کے فتاویٰ کی تصریح
 جلیہ و تفصیلات قویہ دیکھیے کہ ان کے اصول و فروع کس درجہ تمہارے فروع و اصول
 کے قاطع و قاطع ہیں پھر ان مسائل میں ان کا دامن تھا مناجرا عن خرو کا صر جہل سے
 سامنا عقل و ہوش سے لڑائی ٹھاننا نافع و مضر میں فرق نہ جاننا نہیں تو کیا ہے۔
 میں یہاں ان کی صرف وہ عبارتیں نقل کر ونگا جو حضرات و ہابیہ کے اسی مخالفہ
 عامۃ الورد یعنی حد و رش مخصوص اور قرون ثلثہ سے عدم ورود کو دلیل منع جاننے کی
 قاطع و قاطع ہیں اور وہ بھی صرف اسی مجموعہ فتاویٰ سے نہ ان کے دیگر رسائل سے
 تاکہ سب پر ظاہر ہو سچ کہ باکہ بائنتہ عشق در شب دیجور بہ پھر ان میں بھی قصداً استیسا
 نہیں بلکہ صرف چند عبارتیں پیش کر ونگا بعض مفید ضوابط و اصول اور بعض میں فروع
 قاطعہ اصول فضول و اللہ المستعان علی کل جہول (الاصول) عبارتتہ مجموعہ فتاویٰ
 جلد اول کے صفحہ ۵۶ پر علامہ سید شریف کے حواشی مشکوٰۃ سے استناداً نقل کرتے
 ہیں کہ انھوں نے حدیث من احدث فی امرنا ہذا امالیس منہ فہورد کی شرح
 میں ارشاد فرمایا املعنے ان من احدث فی الاسلام و آیا لہ یکن لہ من الکتاب السنۃ
 سند ظاہر و ظنی ملفوظ او مستنبط فہورد و علیہ انتھ یعنی حدیث کے یہ معنی ہیں

اصول و فروع و ہابیت کے رد میں
 مولوی جلیہ صاحب کی پہلے عبارتیں

قرون ثلثہ سے حدیث و عدم ثبوت
 پر کچھ ملاحظہ فرمائیں

کہ جو شخص دین میں ایسی رائے پیدا کرے جس کے لیے قرآن و حدیث میں ظاہر یا پشیدہ
 صراحتہ یا استنباطاً کسی طرح کی سند نہ ہو وہ مردود ہے۔ تو صاف ثابت ہوا کہ قرون ثلثہ
 سے دور و خصوصیت زہار ضرور نہیں بلکہ عموم و اطلاق اباحت میں دخول بسند کافی ہے
 گماہو من ذہب اہل الحق۔ عبارت ۳۔ اسی کے صفحہ ۵ پر امام ابن حجر مکی کی فتح
 مبین شرح الربیعین سے ناقل المراد من قوله صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم من حدیث
 فی امرنا هذا ما لیس منہ ما ینافیہ اولاً یشہد لہ قواعد الشرع والادلۃ العامۃ
 اتھی یعنی حدیث کی مراد یہ ہے کہ وہی تو پیدا چیز بدعت مسیئہ ہے جو دین و سنت
 کا رد کرے یا شریعت کے قواعد اطلاق و دلائل عموم تک اس کی گواہی نہ دیں عبارت
 اسی صفحہ پر خود دیکھتے ہیں گمان نبوی کو استحسان شرعی صفت آن مامور بہ است کہ
 صراحتہ در دلیلی از دلائل اربعہ امر با و وارد شدہ باشد بلکہ استحسان صفت ہر مامور بہ
 است خواہ صراحتہ امر با و وارد شدہ باشد یا از قواعد کلیہ شرعیہ سندش یافتہ شدہ
 باشد عبارت ۴ صفحہ ۵ پر لکھا ہے محمد شیکہ وجودش بخصوصہ در زمانے از ازمینہ ثلثہ
 باشد لیکن مستندش در دلیلی از اولہ اربعہ یافتہ شود ہم شخص خواہ شدہ یعنی کہ بناوی
 ہماراں الخ عبارت ۵ صفحہ ۵۳۱ کتب فقیہ میں نظر اس کے بہت موجود ہیں کہ
 از سہ سابقہ میں ان کا وجود نہ تھا بلکہ سبب اغراض صالحہ کے حکم اس کے جواز کا دیا
 کیا اور الفروع عبارت ۶ صفحہ ۶۲ اگر تسلیم کنیم کہ ذکر مولد در از مئہ ثلثہ نبود و نہ از
 محمد بن مسلم او منقول شد لیکن چون در شرح اہل قاعدہ مہمد شدہ است مکی فرود
 عن افراد بشر اہل علم فہو مندوب و ذکر مولد نیز زیر آنست لایہ حکم مندوبیت او
 داوہ خواہ شد عبارت ۷ صفحہ ۲۹۸ بعد دو رکعت سنت ظہر و مغرب و عشا
 کے دو رکعت قبل پڑھنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اب تک نظر سے
 نہیں گزرا لیکن جو شخص فقہر اواب بدون اعتقاد سنت پڑھے گا وہ تو اسباب

مروا لیس

ایضاً کیونکہ حدیث میں وارد ہے الصلاة خیر مومن من شاء فلیقلل من شاء
 فلیکثر اقول سائل نے پوچھا تھا اصل اس کی سنت و اجماع و قیاس سے ثابت
 ہے یا نہیں اور ان میں بعض کے لیے ثبوت خاص احادیث سے نظر فقیر میں حاضر
 مگر کلام رو خیالات و ہدایت میں ہے وہی حاصل عبارت ۸ صفحہ ۲۹ الوداع یا
 الفراق کا خطبہ آخر رمضان میں پڑھنا اور کلمات حسرت و رخصت کے اور کافی نسخہ
 امر سباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ سامعین معادن ہوئے تو امید تو اسباب
 ہو مگر اس طریقہ کا ثبوت قرون تلتہ میں نہیں اس لیے عبارت ۹ مجموعہ فتاویٰ جلد
 دوم صفحہ ۷۱ اس لیے کہ وہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت اند قوس قابل اعتبار
 نیست و نشار قوس جبل و نادر اقصیت است از احوال اولیاء و انہ سے تو حید و وجودی
 و شہودی و شاعری کہ ذمہ ہر دو فرقہ ساختہ قابل ملامت است و اللہ اعلم ذر القوتہ الامان
 کی بالا خدائیاں یاد کیجئے۔ عبارت ۱۰ صفحہ ۲۱ فی الواقع مشغل بدعت اس طور ہے
 کہ حضرات صریحہ سائیمہ نے لکھا ہے نہ شرک ہے نہ ضلالت ہاں افزائہ و لغویہ اس
 میں بحر ضلالت کی طرف ہے۔ تصریح اس کی مکتوب مجدد الف ثانی میں با بجا وجود
 ہے واللہ اعلم سبحن اللہ وہ عالم کہ تمہارے مذہب نامہذیب پر معاذا اللہ صراحتہ شرک
 و مجوز شرک ہو چکا اس پر اعتماد اور اس کے فتوے سے استناء کس دین و دہانت
 میں رہا عبارت ۱۱۔ اسی کی جلد سوم صفحہ ۵ میں ہے سوال وقت ختم قرآن
 در تراویح کسہ بار سورہ اخلاص بخوانند مستحسن است یا نہ جواب مستحسن عبارت ۱۲
 صفحہ ۱۲۵ اجمع میان کلم بالفاظ سلام و دست برداشتن و بر سر اسینہ نہ سائل ہیں
 ظاہر لایاس بہ است عبارت ۱۳۔ صفحہ ۱۳۰ سوال بسم اللہ تو شکر پر پیشانی میرت
 ۱۲۱ نکتہ در دست یا نہ جواب درست عبارت ۱۴۔ صفحہ ۱۳۱ سوال
 قیام وقت فکر و تلاوت با سزاوت کے جواب میں قیام بالصدق کا قرآن

سوال و جواب کی دستاویز

سوال و جواب کی دستاویز

سوال و جواب کی دستاویز

ثالثہ سے منقول نہ ہونا اور بعض احوال میں صحابہ کرام کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قیام نہ کرنا نقل و تحریر کر کے لکھتے ہیں لیکن علماء حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفا

قیام سیفر ایند امام ہر زنجی رحمہ اللہ تعالیٰ در رسالہ مولد مینولیند و قد استحسن القیام عند

ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو وارویۃ و روایۃ ذطوی لمن کان تعظیمہ صلے اللہ علیہ

وسلم غایۃ مرامہ و مرماہ اٹکلے یعنی ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرنے کو

ان اماموں نے استحسن فرمایا ہے جو صاحب روایت و درایت تھے تو خوشی و شادمانی

ہو اسے جس کی نہایت مراد و مقصد حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے

اور خود مجیب کھنوی حرمین طیبین کی مجالس متبرکہ میں اپنا حاضر و شریک ہونا بیان کرتے

اور انھیں مجالس متبرکہ لکھتے ہیں حالانکہ شہادت مجیب و مشاہدہ تو ان مجالس ملک

انس کا قیام پر مشتمل ہونا یعنی مجیب موصوف اسی جلد نمبر ۵۲ میں لکھتے ہیں

در مجالس مولد شریف کہ از سورہ واسطی تا آخر میخوانند البتہ بعد حتم ہر سورہ تکبیر میگویند ہم

شریک مجالس متبرکہ بودہ این امر را مشاہدہ کردہ ام ہم در کہ معظمہ و ہم در بارینہ منورہ و ہم در

جدہ عبارت ۱۵۱ - طرفہ یہ کہ صفحہ پر لکھتے ہیں سوال پارچہ چھندہ سالار مسعود غازی

در مصرف خود آرد یا تصدق نماید جواب ظاہر اور استعمال پارچہ مذکور بصرف خود

و جہی کہ موجب بڑہ کاری باشد نیست و اولے آست کہ بمساکین و فقرا دہد ذرا حضرت

مخالفین اس اولے آست کی وجہ بتائیں اور اسے اپنے اسمیل پر بنطبق فرمائیں و لا

حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس قسم کے کلام رسائل و مسائل مجیب میں بکثرت

میں گے و فیما ذکرنا کفایۃ واللہ سبحانہ و فی الہدایۃ بحمد اللہ جواب اپنے

نتیجے کو پہنچا اور تحقیق حق تا ذرہ علیا اب نہ را مگر میمانین کا وہ پتلا رو نما یعنی عوام کا بعد

نماز فراموش بھی وہا سے دستکش ہونا یاں اگر میں نقل احادیث پر اتروں تو ایک مستقل رسالہ

الماکروں کے حکم ضرورت مولوی عبدالحی صاحب کا ایک فتوے ملخصاً نقل کرتا ہوں

جس پر غیر مقلدین زمانہ کے امام اعظم نذیر حسین دہلوی کی بھی سر سے مجموعہ فتاویٰ جلد دوم صفحہ ۴
 چھ مہینہ مابین علمائے دین اندر یہ مسئلہ کہ رفع یدین در و عابد نماز چنانکہ معمول ائمہ اپنی یاد
 ہر چند فقہا مستحسن می نویسند و احادیث در مطلق رفع یدین در و عابد وارد و درین خصوص
 ہم حدیثی وارد است یا نہ بینوا و توجروا هو المطلوب و درین خصوص نیز حدیثی وارد
 حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن الحسن بن اسحاق در کتاب عمل الیوم واللیلہ می نویسند حدیثی
 احمد بن الحسن حدیثنا ابو اسحق یعقوب بن خالد بن بزید البالی حدیثنا
 عبد العزیز بن عبد الرحمن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم انه قال ما من عبد بسط کفیه فی دبر کل صلاة ثم یقول اللهم
 املی والہ ابرہیم واسحق و یعقوب والہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل
 اسألك ان تستجیب دعوتی فانی مضطرب لعمہنی فی دینی فانی مبتلی و
 تنالنی برحمتک فانی مذنب و تنفی عن الفقر فانی متمسک بالاکان حقا
 علی اللہ عزوجل ان لا یرد یدایہ خائبین واللہ اعلم

محمد بن عبد اللہ
 ابو الحسنات

الجواب صحیح و یؤیدہ ما رواہ ابو بکر بن ابی شیبہ فی المصنف عن الاسود
 الدامری عن ابيه قال صليت مع رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 الفجر فلما سلم الصلوات و رفع یدیه و دعا الحدیث فثبت بعد الصلوة
 المفروضة رفع الیدین فی الدعاء عن سید الانبیاء و اسوق الاقیاء صلی
 تعالیٰ علیہ وسلم لما لا یخفی علی العلماء الاذکیاء

محمد
 نذیر حسین

لطیفہ فقیر غفر لہ المولے القدر نے وہابیہ کے اس خیال کے رد و ابطال کو کہ جو کچھ

بخصوصہ قروں ثلثہ سے منقول نہیں ممنوع ہے مجیب کی ہندوہ عبارتیں نقل کیں مگر
 دقتنا یہ ہے کہ خود وہی فتوے جس سے یہاں انھوں نے استناد کیا اس خیال کے ابطال
 کو نہیں ہے مجیب کی عادت ہے کہ شروع جواب میں هو المصوب لکھتے ہیں ہی لفظ
 اس فتوے کی ابتدا میں لکھا جا سمعت المصوب اب حضرات مخالفین ثابت دیکھا
 کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا صحابہ کرام و تابعین عظام علیہم الرضوان
 اللہ علیہم اجمعین و علما کو مصوب کہا کرتے ہوں خصوصاً بحالیہ کہ اسمائے اُمیہ تو قبیلہ میں
 واذ قد سلغنا اخی ذکر التوقیف وقفنا المقلم وکان ذلک للیة

بقیت من اوسط عشرات شعبان المعظم سنۃ الف

وثلثاثة و سبع من ہجرت سید العالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ السلام و سبوا و انھل اللہ علی ما الھم

والصلوات والسلام علی المولے

الاعظم والوال و صحبہ سادات

الامر والذی سبحنہ و تعالیٰ

اعلمو علیہ

بیل ہجرت الترواحم

فقط

محمد رفیع صاحب

جماعتِ رفائے مصطفیٰ نے اپنے صرف سے چھاپا اور شائع کیا۔

اس سال میں اس امر کی تحقیق اتنی کہ سجد کی چیزیں فروخت کرنا اور فروخت کر کے اپنے
صرف میں لانا جائز ہیں یا نہیں اور سجد کی قیمت خرید کر وہ سپر یا نجانہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔

از اقاوات عالیہ
حضور پر نور عالم باسنت مجدد دین و ملت اعظم حضرت عظیم الہیہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے بنام تاریخی

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

یا ہستام

جناب مولانا مولوی محمد ابراہیم رضا خان صاحب اکیڈمی اقدس
ریس مجاہد آستانہ عالیہ رضویہ اہلبیت شام

عہدہ مطبوعہ طبع و نشر علی واقع آستانہ عالیہ رضویہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ

از نیک بزکال ضلع نواکھالی مقام ہتیاہر سلسلہ مولوی عباس علی
عرف مولوی عبدالسلام صاحب ۲۱ ذی الحجہ الحرام ۱۳۱۵ ہجری قمریہ
کیا قرآن میں علماء دین و فضلاء شرع متین ان مسائل میں

سوال اول

بجہ کی چیزیں فروخت کرنا جائز ہو گا یا نہیں

اجواب

بجہ کی چیزیں اوس کے اجزاء میں یا آلات یا اوقاف یا زوائد احرار یعنی
زمین و عمارت قائمہ کی بیع تو کسی حال ممکن نہیں مگر جب مسجد معاذ اللہ ویران
مطلق ہو جائے اور اوسکی آبادی کی کوئی شکل نہ رہے تو ایک روایت میں
باذن قاضی شرع عالم اسلام اوس کا عملہ وغیرہ بچ کر دوسری مسجد میں صرف
کر سکتے ہیں۔ مواضع ضرورت میں اس روایت پر عمل جائز ہے۔

فی الدر المنثور لو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقی مسجد
عند الامام والثانی ابداء ب یفتی وعن الثانی یقل الی مسجد
انشری باذن القاضی و فی رد المحتار **فقہ** وعن الثانی ان یختم
بہ فی الاسعاف حیث قال ولو خرب المسجد وما حوله
وتفرق الناس عنده لا یعود الی ملک الا عند الی یوسف قتیبا
تضمنه باذن القاضی ویصرف ثمنه الی بعض المساجد

وفيه ايضا الشيخ الامام امين الدين بن عبد الغال والشيخ الامام احمد بن
 يونس الشبلي والشيخ زين بن نجيد والشيخ محمد الوفاي منهم من اتى
 بنقل بناء المسجد ومنهم من اتى بنقله ونقل ماله الى مسجد آخر الذي
 ينبغي متابعة المشايخ المذكورين في جواز النقل بلا فرق بين مسجد و
 حوض كما اتى به الامام ابو شجاع والامام المحلواي وكفى بهما قدوة
 ولا سيما في زماننا فان المسجد اذا لم ينقل ياخذ انقاضه للصوم
 والمتغلبون كما هو مشاهد ملتقطا قلبت وللجهد الضعيف هنا
 تحقيق شريف حقق فيه بتوفيق الله تعالى ان الرواية النادرة عن
 الثاني مفرعة على قوله المفتي به كما افاده في الدرر والدار خلافا
 لما فهمه العلامة الشامي رحمه الله تعالى وانه يفتي بها في مواضع
 الضرورة كما قرره الشامي ومن سبقنا فمن سمي ومن لم يسم وانه يجوز
 نقل الساحة ايضا كنقل النقص وهو ما مر من قوله منهم من اتى
 بنقله ونقل ماله وان قول الدار ينقل الى مسجد آخر محمول على
 ظاهره وان ذكر النقص والمال والبناء في كلام غيره غير قيد وان
 حاصل تلك الرواية زوال المسجدية مع بقاء الوقفية فلا يعود
 الى ملك الباني او ورثته ويجوز النقل والاستبدال والله تعالى اعلم
 بحقائق الاحوال بان اگر معاذ اللہ مسجد کی کچھ بنا منہدم ہو جائے یا اوس میں ضعف
 آجانے کے سبب خود منہدم کر کے از سر نو تجدید عمارت کریں اب جو اینٹوں کیوں
 تختوں کے ٹکڑے حاجت مسجد سے زیادہ ہیں کہ عمارت مسجد کے کام میں نہ آئیں اور دوسرے
 وقت حاجت عمارت کے لیے اوستھا رکھنے میں ضائع ہونے کا خوف ہو تو ان
 دو شرطوں سے ان کی بیع میں مضائقہ نہیں مگر اذن قاضی درکار ہے اور اوس کی

قیمت جو کچھ ہو وہ محفوظ رکھی جائے کہ عمارت ہی کے کام میں اسے فی ش عن ط
 عن الہندیۃ مسجد اراد رجل ان ینقضہ ویبئیدہ احکامین
 لہ ذلک لانہ لا ولایۃ لہ مضمرات الا ان یخاف ان ینہدہ
 ان لو ینہدہ متارتار خانیدہ وتاویلہ ان لم یکن البانی من اہل
 تلک المحلۃ واما اہلہا فلہم ان یهد مواد و یجداد و ابناء
 ویفرشوا الحصیر ویعلقوا القنادیل لکن من مالہم لامن مال
 المسجد الا بامر القاضی خلاصہ اہ و فی العقود الدریۃ عن البحر
 عن عمدۃ الفتاویٰ لا یجوز بیع بناء الوقف قبل ہدہ اہ و
 فی الہندیۃ عن السراجیۃ لو باعوا غلۃ المسجد و نقض المسجد
 بغير اذن القاضی الاصح انہ لا یجوز اہ و فی الدرر صرف الحاکم
 او المتولی نقضہ او ثمنہ ان تعذر اعادۃ علیہ الی عمارتہ ان
 احتاج والا حفظہ لاحتاج الا اذا خاف فباعہ فی بیعہ و
 یمسک ثمنہ لاحتاج آلات یعنی مسجد کا اسباب جیسے بور یا مصلیٰ و ش
 تبدیل وہ گھاس کہ گرمی کے لیے جاڑون میں بچھائی جاتی ہے وغیر ذلک
 اگر مال مقابل ارتفاع ہین اور مسجد کو اون کی طرف حاجت ہو تو اون کے بچنے
 کی اجازت نہیں اور اگر خراب و بیکار ہو گئی یا معاذ اللہ بوجہ ویرانی مسجد
 اون کی حاجت نہ رہی تو اگر مال مسجد سے ہین تو متولی اور متولی نہ تو اول محلہ
 متدین امین باذن قاضی بیچ سکتے ہین اور اگر کسی شخص نے اپنے مال سے
 مسجد کو دیئے تھے تو ذہب مفتی بہ پر اوسکی ملک کی طرف عود کرے گی وہ چاہے
 کرے وہ نہ رہا ہو تو اوس کے وارث وہ بھی نہ رہے ہون یا پتا نہ ہو تو اون کا حکم
 مثل لفظ ہے کسی فقیر کو دیدین خواہ باذن قاضی کسی مسجد میں صرف کر دین —

في الهنداية عن الذخيرة رباط كثر دوابه وعظمت
 مؤنهما هل للقيدين يبيع شيئاً منها وينفق ثمنها في علقها
 او مرمة الرباط فهذا على وجهين ان بلغ سن البعض
 الى حد لا يصلح لهما ربطت له فله ذلك وما الا فلا الخ وفي
 الخانية جنازة او نعش للمسجد فسد فباعه اهل المسجد قالوا
 الاولى ان يكون البيع بامر القاضى والصحيح ان بيعهم
 لا يصح بغير امر القاضى اه وفيها بسط من ماله حصيرا
 في المسجد فحرب المسجد ووقع الاستغناء عنه فان ذلك
 يكون له ان كان حيا ولورثته ان كان ميتا وان بطل ذلك
 كان له ان يبيع ويشترى بثمانها حصيرا اخر وكن الواشترى
 حشيشا او قنديلا للمسجد فوقع الاستغناء عنه وعند ابي
 يوسف يباع ويصرف ثمنها الى حوائج المسجد فان استغنى
 عنه هذا المسجد يحول الى المسجد الاخر والفتوى على قول محمد
 ولو ان اهل المسجد باعوا حشيش المسجد او جنازة او نعشا صار
 خلقا ومن فعل ذلك غائب لا يجوز الا باذن القاضى هو الصحيح
 في الهندية ذكر ابو الليث في نوازل حصر المسجد اذا اصابته
 خلقا واستغنى اهل المسجد عنهما ان كان الطاهر جيا فهو له
 وان كان ميتا وله يدع وارثا رجوان لا باس بان يدفنه اهل
 الى فقيرا وينتفعوا به في شراء حصير الخ للمسجد والمختار
 انه لا يجوز لهم ان يفعلوا ذلك بغير امر القاضى كذا في
 محيط السرخي اه في رد المحتار عن البحر الفتوى على قول محمد

فی آلات المسجد وعلی قول ابی یوسف فی تابد المسجد
اوقاف جبکہ عامر و آبا و نہون اون کی بیع اصلاً جائز نہیں مگر بنا چاری
کہ ظالم نے زبردستی اون پر قبضہ کر لیا اور اس سے رہائی کی سبیل نہیں مگر وہ
قیمت دینے پر راضی ہے تو مجبوری میں لیکر اون کے عوض اور خرید کر اون کے
قائم مقام کر دین یا جبکہ واقف نے اصل وقف میں استبدال شرط کر لیا تو
جائز ہے کہ انھیں بیچ کر تبدیل کر لیں فی الدر عن الاثنینا لا یجوز
استبدال العامر الا فی اربع فی رد المحتار الا ولی لو شرطه الواقف
الثانیة اذا غصبه غاصب واجری علیہ الما عی صا ر مجل
فیضمن القيمة ویشتري المتولی بها رضا بد لا الثالث ان
یجحد الغاصب ولا ینتہ ای و اراد دفع القيمة فللمتولی
انخذ مال یشتري بها بد لا الرابعة ان یرغب انسان فیہ ببدل
اکثر غلة واحسن صقعا فیجوز علی قول ابی یوسف وعلیہ
الفتویٰ کما فی فتاویٰ قاری الهدایة قال صاحب النہر فی
کتابہ اجابة السائل قول قاری الهدایة والعمل علی قول
ابی یوسف لعارض بما قاله صدر الشریعة نحن لا نفی بہ وقد
شاهدنا فی الاستبدال ما لا بعد و محصے فان طلبتہ القضاة
جعلوه خیلة لا یطال اوقاف المسلمین وعلی تقدیر فقد
قال فی الاسعاف المراد بالقاضی هو قاضی الجنة المفسر بذی
العلم والعمل اه و عمر فی ان هذا اعز من الکبریت الاحمر
ما اراد اللفظاً یند کر فالاحمر فیہ السد خوف من مجاوزة
الحمد والله سائل کل انسان اه قال العلامة البیرونی بعد نقله

و فی فتح القدر الموجب لشرط الضرورة و لا ضرورة فی هذا اذا تجب
 الزیادة بل ببقیه كما كان اه اقول ما قال هذا المحقق هو الحق
 الصواب اه کلام البیرے و هذا ما حرره العلامة اقلالی اه
 ما فی رد المحتار مختصراً و رأیتنی کتبت علی هاشم قوله و اجز
 علیه الماء حتی صار مجرماً ما نصده **اقول** علی هذا المبیق
 عامراً و فیہ الکلام و الصدرة الرابعة سبباً ان التعمیر
 جواز الاستبدال فیها فله یبطل الا صورتان بل لك ان
 تقول الثالثة ایضاً خراب معنی وان لم یکن صورة فذلك
 ان تقول ان العاصر لا یتبدل الا بالشرط كما هو قضیة
 ما حقق المحقق فی الفتح حیث حصره فی الشرط و ضرورة
 خروجہ من الانتفاع به وان شئت اوضحت فقلت
 ان الوقف مهما مکن الانتفاع به لم یجز استبدالہ
 الا بالشرط پھر بحالت شرط استبدال بھی اس تبدیل کا جواز چند شرط سے
 شرط اولاً یہ تبدیل کرنے والا خود واقف ہو یا وہ جس کی تبدیل کرنے
 شرط کی ہو مثلاً اپنے لیے تبدیل شرط کی تو متولی وغیرہ کسی کو اختیار نہیں اور
 دوسرے کے لیے شرط کی تو واقف کو اختیار ہے ثانیاً یعنی یا بشرط کی
 اوس سے زاد نہیں مثلاً کہا کہ مجھے تبدیل کا اختیار ہے تو ایک ہی بار
 بدل سکتا ہے اور اگر کہا جس قدر بار چاہوں تبدیل کروں تو ہمیشہ تمہارا ہے
 ثالثاً تبدیل عتار یعنی جاگداد غیر منقولہ سے ہونہ روپیہ اشرفی سے رابعاً
 عتار میں تخصیص کر دی ہے تو اوسکے فلاں کا اختیار نہیں مثلاً زمین
 سے بلنا شرط کیا تو مکان سے تبدیل نہیں کر سکتا اور مکان کی شرط کی تو زمین

تبدیل کا اختیار نہیں رکھتا یوں میں فلاں شہر یا گاؤں کی زمین یا فلاں محلہ کے مکان
یا فلاں بازار کی دوکان کی تخصیص کی تو معتبر رہے گی خواہ اس کا تبدیل مکان
بمکان میں وہ مکان اسی محلہ کا ہو یا اس سے بہتر کا یوں میں دوکان میں بازار
وہی ہو یا اس سے بہتر بسا دسابع میں غبن فاحش نہ ہو بسا دسابع ایسے
کے ہاتھ بیع نہ کرے جس کے لیے اس کی شہادت ہو جو نہ ہمت رعایت قبول
نہو جیسے **باب بیئنا قول** خلاصہ یہ کہ مخالفت شرط و منطلقات مخالفہ نفع و نفع
سے بچے سب شرائط انہیں دو کلموں میں آئے اما الادلان والارابع
ففی الاولی و لیس استبدالہ بنفسہ اذا اشترطہ لغيره من
باب الخلاف لما صرح بہ فی الخانیة الخرفصل الشرط فی
الوقف ان الواقف هو الذی شرط لذلك الرجل و ما شرط
لغيره فهو مشروط لنفسه او و اما البواقی ففی الاخری فان
النقد اسرع ہلاکاً من العقار فصلا استبدال بہ فذول الی
الاحسن و فیہ مخالفة النفع و السابع منطلقاتہا ان جو وقف ویران
وخراب ہو جائے تو قاضی الشرع عاکم اسلام عالم عادل متدین خداترس کو بلا
شرط واقف بلکہ باوجود منع واقف بھی اوسے چھکرو دوسری جائداد اوسے
غرض کے لیے اوس کے قائم مقام کر دینے کی اجازت ہے بچہ مشروط
چار شرطین تو یہی کہ اوپر گزریں یعنی اول و ثانی و رابع کے سوا اور پانچویں شرط
جو ابھی بیان کی کہ قاضی قاضی بہشت ہو نہ قاضی جہنم بسا دسابع واقف کا کچھ
غلہ کرایہ وغیرہ ایسا نہ ہو جس سے اوس کی آبادی ہو سکے بسا دسابع ویرانی کا مال و سطل
ہو کہ اصلاً قابل انتفاع نہ رہے جس غرض کے لیے وقف کیا کچھ کام نہ کے یا آمدنی
اس قدر ناقص و نا کافی ہو کہ اوس کے خرچ کو بھی غمروانی ہو ہذا اما لخصنا

بتوفيق الله تعالى من كلمات العلماء ويستدل بكلامهم ليتضح لك
 جلية المال قال في رد المختار علما ان الاستبدال على ثلاثة
 وجوه الاول ان يشترطها الواقف لنفسه او لغيره او لنفسه و غيره
 فالاستبدال فيه جائز على الصحيح والثاني ان لا يشترطه سوا
 شرط عدل منه او سكت لكن صار بحيث لا ينتفع به بالكلية بان
 لا يحصل منه شيء اصلا او لا يفي بمؤنته فهو ايضا جائز على
 الاصح اذا كان باذن القاضى ورأيه المصلحة فيه والثالث ان
 لا يشترطه ايضا ولكن فيه نفع في الجملة وبذله خير من
 ربحا ونفعا وهذا لا يجوز استبداله على الاصح المختار كذا
 حرره العلامة فتاوى زادة وهو ما اخذ من الفتح اه ثم قال
 وفي البحر المعتبر انه بلا شرط يجوز للقاضى بشرط ان يخرج عن
 الانتفاع بالكلية وان لا يكون هناك ريع للوقف يعمر به و
 ان لا يكون البيع بغير فاحش وشرطه في الاسعاف ان يكون
 المستبدال قاضى الجنة المفسر بذي العلم والعمل ويجب ان
 يزداد في زماننا ان يستبدل بعقار لا يدراهم ودنانير فانا
 قد شاهدنا النظار يأكلونها وافاد في البحر زيادة شرط
 سادس ان لا يبيعه ممن لا تقبل شهادته له ولا ممن له عليه
 دين حيث قال باع من رجل له على المستبدل دين وباعه الوقف
 بالدين ينبغي ان لا يجوز على قول ابى يوسف وهلال لانها لا
 يجوز ان البيع بالعروض فالدين اولى اه وذكر عن القنية ما يفيد
 شرطها سابع حيث قال مبادلة دار الوقف بدار اخرى انما يجوز اذا

كانت في محلة واحدة او محلة الاخرى في غير واحد بالعكس لا يجوز وان كانت
 المملوكة اكثر مساحة وقيمة واجرة لاحتمال خرابها في
 ادون المحليتين اه و زاد قنالى زادة ثامنا وهو ان يكون البديل
 والمبديل من جنس واحد لما في الثانية لو شرط لنفسه استبدالها
 بدار لم يكن له استبدالها بارض وبالعكس او بارض البصرة
 تقيد اه فهذا فيما شرطه لنفسه فكذا يكون شرطاً فيما لم يشرطه
 بالاولى تامل ثم قال والظاهر عدم اشراط اتحاد الجنس في
 الموقوفة للاستغلال لان المنظور فيها كثرة الربيع وقلة
 المرمية والمؤنسة اه ولا يخفى ان هذه الشروط فيما لم يشرط
 الواقف استبدالها لنفسه او غيره فلو شرطه لا يلزم خروجه
 عن الانتفاع ولا مباشرة القاضى له ولا عدم ريع يعمر به
 كما لا يخفى فاعتنم هذا التحرير اه كلام الشافعي ملخصاً
 ورايتني كتبت على ما مشه عند ذكره الشرط الثامن وهو
 اتحاد جنس البديلين ما نصبه **اقول** الذي يظهر للعبد
 الضعيف انه غير شرط الا لاتباع الشرط حتى لو شرط الاستبدال
 واطلق لم يتقيد بالجنس كما يفيد كلام الاسعاف فاذا لا
 يكون هذا مشروطاً في التبديل بلا شرط ثم راجعت الثانية
 فوجدت كلامها نص على ما فهمت والله الحمد حيث قال
 رضى الله تعالى عنه لو قال ارضى صدقه موقوفة ان استبدالها
 بارض اخرى لم يكن له ان يستبدالها بدار لانه لا يملك
 تغيير الشرط ولو قال ان لى ان استبدالها بدار لم يكن ان يستبدالها

بارض ولو شرط الاستبدال ولم یذکر ارضاء ولا حار اذ ابيع الارض الا ولی
 كان له ان یتبدل لها بجنس العقارات ماشاء من حار او ارض لا طلاق
 اللفظ اه مختصراً فهذا بحمد الله نص صریح جلی فیما فهمت انما آکتبت
 علیه فتین ولله الحمد ان هذا التامن لا مساع له فی استبدال
 القاضی بلا شرط فلذا اسقطته من شروط اوبدل لته فی شروط
 الاستبدال المشرط به اراأت فی الشرط الرابع واسقطت من
 السابع فی الاول وهو الرابع فی الثاني عدم الیبع بالمدین لعلی بان
 الثالث مغل عنده وزدت فی سابع الثاني ان لا یغنی ریعہ بمؤنه
 اخذ انما ذکر فی رد المختار وقد نص علیه فی الاسعاف والخانیة
 وعنہا فی البحر نفسه وزدت فی الاول الشرطین الاولین لما فی الخانیة
 والاسعاف والبحر واللفظ له لو شرط الاستبدال لنفسه ثم اوصی
 به الی وصیه لایمکن وصیه الاستبدال ولو وکل وکیلاً فی حیاته
 صم ولو شرطه لكل متولی صم ومملکة كل متولی ولو شرط الاستبدال
 لرجل آخر مع نفسه ملک الواقف الاستبدال وحده ولا یمکنه
 فلان وحده اه مختصراً وفي الدار وغيره جاز شرط الاستبدال
 به ثم لا یتبدل لها بالتثنية لانه حکم ثبت بالشرط والشرط
 وجد فی الاولی لا الثانية اه قال الشامی قال فی الفتح الا ان
 ینذکر عبارة تقید له ذلك دائماً فاغتم هذا التعمیر والمجد
 لله العبد الکبیر یہ حکم ہر عقر موتوف کا ہے جیسے زمین مکان وکان
 اسطرخ اشجار موتوفہ اگر ہر دار ہوں توجب تکس ہرے ہرے ہرے
 کا تباہیچنا نا جائز اور گر ٹپنے یا سوکھ جانے کے بعد روا ہے کہ اگر ہی بیچ کر

مصارف وقف میں صرف کر دین یہاں تک کہ اگر کوئی پھسل کا وقت نصف
خشک ہو گیا اور نصف قابل انتفاع ہے تو اسی نصف خشک کی بیع جائز
باقی کی ممنوع متولی اگر سبز کو کاٹے بیچے گا جائز ہے تو قیمت سے خارج
کیا جائے گا بان وہ پیڑ کہ پھسل نہیں رکھتے بلکہ وقف کا انتفاع اسی سے
یومین ہے کہ اونھیں بیچ کر دام کیے جائیں اسی کے سبز و خشک ہر طرح کی بیع
جائز ہے فی العقود الدارۃ عن البحر الرائق عن عمدة الفتاوی
لا يجوز بیع الاشجار الموقوفة المشجرة قبل قطعها بخلاف غیر المشجرة
و فی الفتنہ سئل ابوالقاسم الصفار عن شجرة وقف یس
بعضها و بقی بعضها فقال ما یبذل فیہ منہا سبیل خلتها و ما
بقی فمئروا علی حالہا و فی العقود عن البحر عن الظہیریۃ
لیس لہ ان یتبع الشجرة و یعمد اذ انخر و فیہا لا یسئل فی ناطق
رقت قطع اشجار بستان الوقف البائنة الضیر الشالبة ولا الیابسة
و باعہا بلا وجه شرعی فیہل اذا ثبت ذلک علیہ بالوجہ الشرعی
یستحق العزل **الجواب** نعم و افقی الشیخ اسمعیل یقول ذلک
زواجر عیسے و رختوں کے پھل زمین کا غلہ وغیرہ جسے غرض ہی یہ ہوتی ہے
کہ اونھیں بیچ کر مصارف مسجد و اغراض معینہ واقف میں صرف کر دین ان کی بیع کر کوئی
کلام نہیں کرتے بیع متولی کرے یا باذن قاضی شرع ہو کیا قد مناه عن الھندیۃ
عن المسر لاجیۃ ہاں جہاں جہاں ان مسائل میں اذن قاضی کی شرط مذکور ہوئی
اگر قاضی شرع نہ ہو جیسے ان بلاؤں میں تو بضرورت مسلمانان و یندرار موتمن معتد اس بار کو
اپنے اوپر اٹھا سکتے ہیں اور اتد حساب لینے والا ہے اور وہ مصلح و مفید کو فوب
چانتا ہے فی الخانیۃ من فصل المتقابر و الرباطات قد ذکرنا ان العجم

من الجواب ان بیعہم بغير امر القاضی لا یصح الا ان یکون فی
 موضع القاضی هناك السیطرحة تمام شیئا جو متولی بطور خود
 مسجد کے مال سے آمدنی مسجد پر ہانے کو خریدے اور ان کی بیع کا بشرط مصلحت وہ
 ہر وقت اختیار رکھتا ہے اگرچہ وہ دکان و مکانات و دیہات ہی ہوں کہ یہ
 خریداری اگرچہ بشرط مصلحت جائز ہوتی ہے مگر اسکے باعث وہ چیزیں وقف
 مسجد نہ ہو گئیں کہ ان کی بیع ناجائز ہو فی الخانیة باب الرجل یجعل دارا
 مسجد المتولی اذا اشتری من غلة المسجد حانوتا و دارا او
 مستغلا اخرج ان لان هذا من مصالح المسجد وان اراد المتولی
 ان یبیع ما اشتری و باع اختلفوا فیہ قال بعضهم لا یجوز
 هذا البیع لان هذا اعمار من اوقاف المسجد و قال بعضهم یجوز
 هذا البیع و هو الصحیح لان المشتري لو یذاکر شیئا من شرائط
 الوقت فلا یحکون ما اشتری من جملة اوقاف المسجد
 و فی نسخة الخالق ورد المختار عن القیم اعلم ان عدم جواز بیعہ
 الا اذا تعذر الانتفاع بہ انما هو فیہا و رد علیہ وقف الواقف
 اما فیما اشتری المتولی من مستغلات الوقت فانه یجوز
 بیعہ بلا هذا الشرط و هذا لان فی صیرورتہ و فقہا خلافا
 و المختار انه لا یکون وقفا فللقیم ان ینبغی ان یبیع ما من شأنه المصلحة
 عرضت اہ و انک مسجده و تعالی اعلم

سوال دوم

مسجد کی چھت خرید کر پینا نہ وغیرہ بنانا جائز ہو گا یا نہیں۔ بینوا تو جبراً

الجواب

بیع سقف کا حکم سداً اجزائے سے واضح ہو گا کہ مسجد جب تک آباد اور
 اوس کی چھت قائم ہے بیع حرام اور اگر شہید ہو جائے یا بوجہ بوسیدگی
 او دھیرین تو جو کچھ غلہ تجدید میں لگ جائے پھر اوس میں لگا دینا واجب
 اور جو کچھ بچے کہ اوس میں صرف نہ ہو سکتا ہو یا پہلے کر یون کی چھت تھی
 اب اوس سے محکم و مضبوط تر و اٹ کی بنائی تو جو کچھ کڑی تختہ وغیرہ بچا
 اگر عمارت مسجد کے لیے محفوظ رکھ سکیں تو محفوظ رکھنا لازم اور اگر رکھنے
 میں اندیشہ ہلاک ہو تو بیع کی اجازت جب بیع جائز ہوگی اوسی وقت خرید
 کی اجازت ہو سکتی ہے ورنہ نہیں پھر جب خرید سے تو یہ مالک ہو گیا جو
 چاہے کرے مگر کسی ناپاک یا تحقیر کی جگہ جیسے پانخانہ کی بنا میں نہ لگائے
 کہ مسجد کی اشیا محترم تھیں اون کی حرمت کا لحاظ ضرور ہے یہاں تک کہ علما
 فرماتے ہیں مسجد گھاس کوڑا بھی جھاڑ کر ایسی جگہ نہ پھینکیں جس میں اوس کی
 تعظیم کا خلاف ہو تو سقف وغیرہ کہ تشبیہ یا لاجزائے تعظیم و احترام میں فی الدر المنثور
 قبیل باب المیاء سجوزی برایتہ العلم الجدید و لائرمی برایتہ العلم المستعمل لا ترامہ کتیش المسجد
 و کما سنن لایقہ فی موضع یخل بالتعظیم والتعظیمہ و تعالیٰ اعلم بہ

محمد عبدالمنذوب احمد رضا الہری لومی
 کتبہ عنہ بحران المصطفیٰ النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

فہرست بعض کتب موجودہ مطبع اہلسنت و جماعت بریلی

نام کتاب	تعداد	نام کتاب	تعداد
فتاویٰ رضویہ جلد اول - اس کتاب میں ہزارہا مسائل اس تحقیق سے بیان ہوئے کہ اسکے غیر میں کہیں نہ ملینگے اس جلد میں ۱۱ فتویٰ اور ۲۸ رسا ئل ہیں۔ جلد سے جلد طلب کیجئے ورنہ طویل طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ یہ جلد کتاب الہیاریہ سے باب التیمم تک ہے۔	۱۵	۸	۱۵
قضاوی رضویہ جلد دوم - یہ جلد مسیح علی الخنیں سے باب الاذان تک ہے اس جلد میں ۳۸ فتوے اور ۶ رسا ئل ہیں۔	۱۵	۸	۱۵
قضاوی امام غزالی تماراشی صاحب تنویر الابصار متن درختار نزیب حنفی کے نایاب فتاویٰ زبان (عربی)۔	۱۵	۸	۱۵
قضاوی اقریہ علامت مجذوبین ولایت کے ۱۱ فتاویٰ کا مجموعہ۔	۱۵	۸	۱۵
احکام شریعت حصہ اول علامت قبلہ کے ۵۸ نفیس فتاویٰ کا مجموعہ	۱۵	۸	۱۵
احکام شریعت حصہ دوم علامت قبلہ کے نہایت نفیس فتوے ۱۱۰ فتاویٰ کا مجموعہ مع ملحوظات جدید الطبع۔	۱۵	۸	۱۵
الخطبات الرضویہ علامت قبلہ قدس سرہ کے خطبات عیدین و جمعہ و خطبہ غزالی کا مجموعہ عقائد اسلام بچوں کے پڑھنے کے لیے سچے عقائد سلیس اردو میں۔	۱۵	۸	۱۵
برکات مارہرہ و مہمان بدایین دلچسپ مکالمہ مابین حضرت مولانا سید شاہ محمد میاں صاحب مولوی حبیب الرحمن صاحب بدایونی متعلق حالات دائرہ۔	۱۵	۸	۱۵
هدایہ بخشش حصہ اول	۱۵	۸	۱۵

ISLAMIC STUDIES LIBRARY

DATE DUE

DUE	RETURNED
NOV 20 1991	

KING PRESS NO 306



ISLAMIC

BP183.3

K49

1910